3/28

ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

## ضرورتِ مذہب

# کائنات سے فائدہ کا حق

از مفتی جمیل احمد صاحب

آدمی کی اصل مشتِ خاک ہے
اور پھر اک قطرۂ ناپاک ہے

خاک کو بخشا ہے انساں کا وجود
ایسی ہیئات ایسی شکل ایسا وجود

ایسے اعضا یہ حواس اور یہ قویٰ
حافظہ ذہن عقل اور فہم و ذکا

اور ان سب کو مسخر کر دیا،
ان سے پھر اوروں پہ افسر کر دیا

کل جمادات اور حیوانات سب
اس کی خدمت میں ہیں حاضر باادب

یہ زمین یہ آسماں یہ آفتاب
یہ ستارے ابر و بارش ماہتاب

یہ ہوائیں موسمیں فصلیں تمام
کر رہی ہیں خود بخود انسان کے کام

ہم ہیں دنیا میں عبادت کے لئے
تب ہیں سب چیزیں یہ خدمت کے لئے

جیسے ہم بھیجیں کسی کو کرنے کام
خود کریں گے اس کا سارا انتظام

اب اگر لگتے ہیں ہم اس کام میں
تو ہے ان سے فائدہ کا حق ہمیں

ورنہ کیوں کرتے ہیں استعمال ہم
ان کو کیوں سمجھے ہیں اپنا مال ہم

یہ کوئی ماں باپ کی جاگیر ہے
یا ہماری کوشش و تدبیر ہے

ہم کو ان چیزوں کا آخر حق تھا کیا
ہے فقط احسان اور فضل خدا

آہ ہم انسان بے حس و شعور
یاد سے بھی ایسے محسن کی ہیں دور

کچھ اگر غیرت حمیت ہم میں ہے
کوئی احساس شرافت ہم میں ہے

ایسے آقا کو کریں دن رات یاد
جس طرح بن آئے رکھیں اسکو شاد

اس کے فرمانوں کے تابعدار ہوں
اس کے حق مذہب کے پیرو کار ہوں

رات دن بس ہم ہوں اسکی یاد ہو
دل میں اس کی ہر ادا آباد ہو

## فطری عشق

حسن کی خواہش جو فطری بات ہے
عشق انسانوں کی خلقی بات ہے

عشق سے خالی نہیں کوئی بشر
حسن دولت پہ کہ مرغوبات پر

حسن لیکن کیا ہے جس کا عشق ہو
کیا ہے وہ بھائیگا جو انسان کو

حسن ہے جو ہو کمال خوش ادا
یا ملے دنیا کا، دین کا فائدہ

حسن میں جب جمع ہوں تینوں کمال
عشق بھی اس کا ہی ہوگا بے مثال

حسن ناقص سے ہو عشق اے واہ خوب
آدمیت کی گئی لٹیا ہی ڈوب

ہر کمال و نفع ہے جس ذات سے
عشق ہونا چاہیئے اس ذات سے

حسن کامل پہ اگر عاشق نہیں
آدمی کہنے کے ہم لائق نہیں

عشق میں چلتا نہیں گو اختیار
کرلیں اس کی راہ کو تو اختیار

رفتہ رفتہ عشق بھی ہو جائے گا
اک نہ اک دن آدمی کھو جائے گا

آؤ مذہب پہ چلیں ہم سر کے بل
دین سے ہی ہوگی سب مشکل یہ حل

جب سنیں ہم ان کے ارشادات روز
جب عبادت میں ہو ان سے بات روز

شوق کے ہوں دل میں فوارے بہت
اور تصور میں ہوں نظارے بہت

آدمی ہے آدمی پتھر نہیں،
پھر نہ ہو سودا یہ ایسا سر نہیں

## کامل لذت اور دو جہان کی شاہی

عشق کی لگ جائیگی جب دل میں لو
نور حق کی قلب میں آئے گی ضو

پھر رہے گا روز و شب ہر اک مگن
دل میں پھر ہوں گی بہاریں اور چمن

کیف و لذت لطف و مستی و سرود
بیخودی و سکر لیکن باشعور

جوش پہ ہر لحظہ ہوگا کیف دل
مستیاں وہ جو نہ ہوگی مضمحل

جن کے آگے خاک لذات جہاں
جن پہ قربان عشرت و کیف شہاں

جن کا ہو سکتا نہیں کوئی بیاں
کیونکہ بن سکتی نہیں ہے دل زباں

پھر نظر میں کوئی آ سکتا نہیں
دل کو بھی پھر کوئی بھا سکتا نہیں

پیش پھر آتی ہے جو جو بات بھی
وہ ادا ہوتی سب محبوب کی

فکر پھر آتا نہیں دل کے پاس
دل کسی صورت نہیں ہوتا اداس

آخرت تو آخرت دنیا بھی پاک
زندگی اک زندگی تابناک

دونوں عالم میں خوشی و عز و جاہ
بس یہ ہے دونوں جہاں کا بادشاہ

## ان تقاضوں کی تکمیل

کیا ہے ان فطری تقاضوں کا علاج
کیا نہیں مذہب کی سب کو احتیاج

جس کو نفرت آج کل مذہب سے ہے
کیا نہیں اس کو ملی فطرت کی لے

آدمیت سے وہ شاید دور ہے
جانور ہے عقل سے معذور ہے

ورنہ انسانیت اور عقل سلیم
جانتی ہے حاجت دین قویم

آؤ ہم مذہب کے سب پابند ہوں
دو جہاں میں خرم و خورسند ہوں

دین و دنیا کی فلاحیں ہوں نصیب
دن بدن بزم رضا سے ہوں قریب

رات دن ہوں رحمت و فضل و کرم
جلد ہوں پھر انتم الاعلون ہم

## خاتمہ

اے الٰہ العلمین رب کریم
خالق کونین رحمٰن و رحیم

ہم کو حق مذہب کا پیرو کار کر
دین اسلامی کا تابعدار کر

ہم کو پابندی سنت ہو عطا،
شرع پہ ہم سب کو کر دل سے فدا

دل کی رگ رگ میں شریعت کو بسا
رنگ اپنے دین کا ہم پہ چڑھا

پھر ہمیں پورا مسلماں دے بنا
پھر ہمیں ایمان کامل کر عطا

پھر ہماری زندگی کو پاک کر
خاتمہ ہم سب کا کر ایمان پر

رحمۃ للعالمین پہ صبح و شام
اے خدا لاکھوں صلوٰتیں اور سلام

هفت روزہ
# خدام الدین
لاہور

جلد ۳ | ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء | شمارہ ۱۵

# رشوت ستانی کا انسداد

رشوت قانوناً اخلاقاً اور شرعاً ایک قبیح فعل ہے۔ دُنیا کے کسی مذہب نے اس کو جائز قرار نہیں دیا۔ ہر مُلک کے قانون میں رشوت لینے اور دینے والے دونوں کو مجرم قرار دیا گیا ہے۔ ہر انسان اس کو بُرا سمجھتا ہے اسی لئے تو رشوت لینے اور دینے والے دونوں چھپ کر یہ کاروبار کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ایک ہی آیت میں اس قسم کے تمام معاملات کی ممانعت فرما دی ہے فرماتے ہیں۔ لَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پ ۲) (ترجمہ:۔ آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ) ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راشی (رشوت دینے والا) اور مرتشی (رشوت لینے والا) دونوں کو ملعون فرمایا ہے۔ ملعون کے سر پر سینگ نہیں ہوتے لعنت کے معنی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دُور ہونا۔ ملعون اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔

ان سب خرابیوں کے باوجود رشوت کا بازار ہر مُلک میں گرم ہے۔ ہر حکومت اس کے انسداد کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن یہ لعنت روز بروز ہر جگہ بڑھتی جا رہی ہے ؏

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

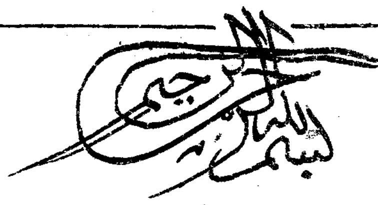
پاکستان اس میں دوسرے کسی ملک سے پیچھے نہیں رہا۔ یہاں تو یہ ضرب المثل بن گئی ہے کہ سرکاری ملازمین اور وزراء کی اکثریت رشوت یا رشتہ کے بغیر کسی کا کام نہیں کرتی۔

ہماری رائے میں رشوت کا انسداد اس لئے نہیں ہوتا کہ اس کے لئے جو طریقے اختیار کئے جاتے ہیں وہ مؤثر نہیں ہوتے۔ تقریروں سے رشوت بند نہیں ہو سکتی۔ ہر وزیر خواہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو جب وزارت کی کرسی سنبھالتا ہے۔ تو رشوت کی لعنت کو دُور کرنے کا تہیہ کرکے قوم کے سامنے ایک پرزور تقریر جھاڑ دیتا ہے۔ نہ اس کا ارادہ رشوت کو دُور کرنے کا ہوتا ہے اور نہ وہ اس کے لئے ہمہ تن کوشاں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو اپنی ناکامی کا سبب کبھی قوم کے سامنے پیش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے وزراء میں سے ہر ایک رشوت خور نہیں ہے۔ اگرچہ ان کی اکثریت رشوت ستانی کی مجرم ہے جو اس جُرم سے پاک ہیں۔ وہ اتنے کمزور واقع ہوئے ہیں۔ کہ ان کا انسداد کرنے سے قاصر ہیں۔ ہماری رائے میں رشوت ستانی کے انسداد کے لئے حکومت کی ہر تجویز مضحکہ خیز ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ اخراجات کی زیادتی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر مغربی پاکستان کی حکومت کا ایک تازہ اعلان ملاحظہ ہو۔ حکومت نے انسداد رشوت ستانی کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جس کے اراکین حکومت کے بڑے بڑے عہدے دار ہیں۔ اور اس کمیٹی کے سیکرٹری محکمہ انسداد رشوت ستانی کے افسر اعلےٰ ہیں۔ اس سے پہلے حکومت پنجاب نے بھی اسی قسم کی کمیٹیاں ہر محکمہ کے لئے مقرر کی تھیں۔ لیکن رشوت ستانی کم ہونے کی بجائے دن بدن بڑھتی گئی ممکن ہے کہ ایک آدھ پٹواری یا چپڑاسی یا غریب کلرک کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہو۔ لیکن بڑے بڑے رشوت خور افسر اسی طرح دندناتے پھر رہے ہیں یہ کمیٹی بھی اسی طرح دو چار غریب ملازمین کو علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ممکن ہے۔ ورنہ بڑے بڑے عہدیداروں کے خلاف یہ کوئی کارروائی نہ کر سکے گی۔

رشوت ستانی کو دُور کرنے کے لئے اس مہلک مرض کی جڑ کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق ہم آج کچھ معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۔ پہلی چیز جس کی طرف ہم اپنی حکومت کی توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ رشوت لینے اور دینے والوں کو اس کے دینوی اور اخروی نتائج کا پوری طرح احساس نہیں ہوتا۔ اگر ایک مسلمان کو ان نتائج کا احساس دلا دیا جائے تو ہماری رائے میں وہ کبھی یہ لعنت کا طوق اپنے گلے میں نہ ڈالے گا۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملازمین کو اس کا پوری طرح احساس دلائے۔ جب کوئی وبائی مرض پھیلنے لگتا ہے تو اس کی روک تھام کے لئے بےشمار طریقے اختیار کئے جاتے ہیں مثلاً بڑے بڑے پوسٹر چھاپ کر لوگوں کو ہدایات دی جاتی ہیں کہ یہ کرو اور یہ نہ کرو۔ ڈاکٹروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اخبارات میں محکمہ صحت کے افسروں کے بیانات شائع کرائے جاتے ہیں۔ کیا رشوت ستانی کسی وبائی مرض سے کم خطرناک ہے؟ یقیناً یہ وبائی امراض سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس کے متعلق قانون کی دفعات اور شریعت کے احکام کو عام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہماری رائے میں ان کو بڑے بڑے پوسٹروں کی صورت میں چھاپ کر ملک کی تمام شاہراہوں سرکاری دفاتر اور باقی نمایاں جگہوں پر چسپاں کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری چیز جس کی طرف ہم حکومت کی توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ ملازموں میں سے رشوت خوروں کی اکثریت ان لوگوں کی ہے۔ جن کی آمدنی کم اور خرچ زیادہ رہتا ہے۔ مثلاً پٹواری اور پولیس۔ کنسٹیبل وغیرہ۔ حکومت کا فرض ہے کہ اپنے ملازمین کی جملہ ضروریات زندگی مہیا کرے۔

باقی بر صفحہ ۱۷




خطبہ یوم الجمعۃ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۵۷ء

# باطل کی فوجیں محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام پر ہر جگہ اور ہر طرف سے حملہ آور ہیں

# ان کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی تین جماعتوں کا آنا فرض عین ہے

## ان میں سے دو مذہبی ہیں علمائے کرام اور صوفیائے عظام

## اور ایک سیاسی ہے اسلامی حکومت

## (جہاں کہیں موجود ہو مثلاً پاکستان)

برادران اسلام۔ آج کے خطبہ کے جو عنوانات سطور بالا میں تحریر کئے گئے ہیں۔ آپ دُنیا کے کسی حصہ میں جائیں سلطنت وہاں کفر کی ہو یا اسلام کی آپ ان عنوانات کو بالکل ٹھیک پائیں گے۔

### کہیں

تو علمبرداران شرک۔ یعنی مشرک اقوام چاہتی ہیں کہ محمدی اسلام مٹ جائے اور کہیں کفر کی فوجیں محمدی اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہیں۔ کیونکہ محمدی اسلام کفر کے

### لئے پیغام موت ہے

اور کہیں زندقہ محمدی اسلام کو مٹانا چاہتا ہے۔ کیونکہ "محمدی اسلام" زندقہ کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ اور کہیں الحاد "محمدی اسلام" کے مقابلہ میں صف آرا ہے کیونکہ الحاد کے پودے کے لئے بھی محمدی اسلام ایسا ہی ہے۔ جس طرح شیر کے سامنے بکری۔ بکری تب ہی زندہ رہ سکتی ہے کہ شیر جنگل سے نکل جائے

### حاصل

یہ ہے کہ کسی مذہب کے اتنے دشمن دنیا میں نہیں ہیں۔ جتنے کہ "محمدی اسلام کے ہیں۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ دنیا کی کسی قوم کے پاس آسمانی کتاب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہی پر یہ خاص انعام ہے کہ اس کی آسمانی کتاب یعنی قرآن مجید دنیا میں

### ۱۳۷۷ھ تک موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالے نے لیا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا اعلان ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥) سورۃ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴ ترجمہ ہم نے یہ نصیحت (قرآن مجید) اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

### اس کا نتیجہ

یہ ہے کہ تمام مذاہب باطلہ فقط قرآن مجید کی بیخکنی چاہتے ہیں۔ حالاں کہ یہ چیز عقلاً محال ہے۔ جس کا محافظ اللہ تعالے ہو۔ اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ جہاں کہیں بھی باطل حق سے ٹکرائے گا۔ مونہہ کی کھا کر ذلیل ہو کر پسپا ہوگا۔ باطل کے مقابلہ میں کبھی تو

### حق پرست علماء کرام آئیں گے

### مثلاً

ایک مشرک یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اولاد فقط ایک اللہ تعالے دیتا ہے۔ حالانکہ ہمارا فلاں دیوتا یا فلاں دیوی بھی اولاد دے سکتے ہیں۔ ہم نے تو بیٹے اور پوتے اور بیٹیاں اور نواسے اسی کی پوجا کر کے اسی کے بُت پر چڑھاوے چڑھا کر لئے ہیں چونکہ تم مسلمانوں کو اس سے عقیدت نہیں ہے اس لئے تمہیں وہ بُت کچھ نہیں دیتا۔ ہم اس سے پوچھیں گے۔ یہ بتلاؤ کہ وہ کس نے پیدا کیا ہے۔ مشرک کہے گا۔ اسے پرمیشر (اللہ تعالیٰ) نے پیدا کیا ہے۔ ہم اس پر یہ جرح کریں گے کہ جو اپنے آپ کو نہیں بنا سکا بلکہ اپنے بننے میں دوسرے کا محتاج ہے وہ دوسروں کو کس طرح بنا سکتا ہے۔ (۲) اگر یہ دیوتا مخلوقات کو بناتا ہے۔ تو اس کے پیدا ہونے سے پہلے جو مخلوقات

دُنیا میں ہو گزری ہے۔ وہ کس نے بنائی تھی۔ اگر وہ انصاف پسند ہے۔ تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعی مسلمانوں کا یہ عقیدہ ٹھیک ہے کہ تمام جہان کی مخلوقات کا بنانے والا فقط ایک اللہ ہی ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

(لہ ملک السمٰوٰت والارض ج یحیی ویمیت ج وھو علی کل شی قدیر ہو الاول والاخر والظاھر والباطن ج وھو بکل شی علیم ہو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش ط یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا ط وھو معکم این ما کنتم ط واللہ بما تعملون بصیر ہ لہ ملک السمٰوٰت والارض ط والی اللہ ترجع الامور ہ یولج اللیل فی النھار ویولج النھار فی اللیل وھو علیم بذات الصدور ہ)

سورہ حدید پارہ ۲۷ رکوع ۱

**ترجمہ:۔** آسمانوں اور زمین میں بادشاہت اسی کے لئے ہے۔ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور ظاہر اور پوشیدہ ہے۔ اور وہی ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ وہی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ وہ جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں اوپر چڑھتی ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ اس کو جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اُسی کے لئے ہے اور سب امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور وہ سینوں کے بھید خوب جانتا ہے۔

## منصف مزاج مشرک

کو ماننا پڑے گا کہ واقعی پرمیشر (خدا) ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جیسے مسلمان اپنا خالق مانتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی دیوتا یا دیوی مخلوق کو بنانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

## یا مثلاً کافر کو خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا قائل کرنا

جس طرح ایک مشرک کو مسلمان نے اللہ تعالےٰ کی توحید کا عقیدہ تسلیم کرایا تھا۔ اسی طرح ایک مسلمان قرآن مجید کا عالم کافر کو اس بات کا قائل کردیگا کہ واقعی اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرنا انسانوں کا فرض عین ہے۔ مثلاً کافر یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کو ماننا میرے ذمّہ فرض نہیں ہے۔ اب قرآن مجید کا عالم اس سے پوچھے گا کہ تم اس دنیا میں کس طرح آئے ہو کہے گا کہ میری ماں نے مجھے جنا تھا۔ ہم کہیں گے کہ یہ ٹھیک ہے کہ تمہیں ماں نے جنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اگر جننا ماں کے اختیار میں ہوتا۔ تو کوئی ماں بے اولاد نہ ہوتی۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ بیس بیس سال سے شادی شدہ ہیں۔ مگر آج تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں جننے کا آلہ ضرور ہے۔ مگر پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اور سنئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بچے مادر زاد اندھے ہوتے ہیں۔ بعض مادر زاد بہرے ہوتے ہیں بعض مادر زاد گونگے ہوتے ہیں۔ اگر ماں کا اختیار ہوتا تو نہ کوئی اندھا پیدا ہوتا اور نہ بہرا اور نہ گونگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آنکھ میں بینائی۔ کانوں میں شنوائی۔ زبان میں گویائی بھی کسی اور کے حکم سے ڈالی جاتی ہے۔ اور وہ ڈالنے والا نظر نہیں آتا۔ مگر وہ موجود ضرور ہے۔ مسلمان اسی کو اللہ تعالےٰ کے پاک نام سے تعبیر کرتا ہے (لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار ج وھو اللطیف الخبیر ہ) (سورۃ الانعام رکوع ۱۳ پ ۷۔ **ترجمہ** اُسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

## کافر سے ایک سوال

اگر کوئی شخص تم پر کسی قسم کا احسان کرے تو تیرا دل اس سے ممنون احسان ہوگا۔ یا نہیں۔ جب ہوگا تو تیرا دل چاہے گا کہ زبان سے اس کا شکریہ ادا کروں۔ جس خدا نے تمہیں منی کے قطرہ سے ماں کے پیٹ میں بنایا۔ تمہارے سب اعضا بالکل مکمل کرنے کے بعد اس وجود میں روح ڈالی۔ آنکھوں میں بینائی ڈالی۔ کانوں میں سننے کی طاقت رکھی۔ زبان میں بولنے کی قوت پیدا کر دی۔ غرضیکہ تیرے وجود کے ہر ہر عضو میں کوئی نہ کوئی خوبی رکھی۔ اور خوبیاں بھی وہ رکھیں کہ اگر وہ نہ دیتا تو وہ خوبی سارے دنیا کے خزانے بھی خرچ کر دیتے۔ تو بھی کہیں سے نہ مل سکتی۔ مثلاً اگر خدا تعالےٰ مادر زاد اندھا پیدا کر دیتا تو تمہیں دنیا میں کس قیمت پر بینائی مل سکتی تھی۔ ہرگز نہیں۔ اب بتلایئے کہ ایسے محسن کا حکم ماننا تیری فطرت کا تقاضا ہے یا نہیں۔ اگر وہ انصاف پسند ہے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ واقعی مجھے اللہ تعالےٰ کے ہر حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔ یا

## مثلاً

ایک ملحد یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو (واتوا الزکوٰۃ سورۃ البقرہ رکوع ۵ پارہ ۱ (ترجمہ اور زکوٰۃ دو) کا حکم ہے۔ زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ صاف ستھرے ہو کر رہو۔ اگر ہم غسل خانہ سے نہا کر باہر نکل آئے تو ہم نے زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل کر دی۔ ایک حق پرست عالم کتاب و سنت اسے سمجھائے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) کی مراد سمجھنے کے لئے در اصل اللہ تعالیٰ ہی سے معلوم کرنی چاہیئے تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اپنا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجویز کیا ہوا ہے۔ اس نیابت کے متعلق اعلان ملاحظہ ہو۔ (وما ینطق عن الھویٰ ہ ان ھو الا وحی یوحیٰ) سورۃ النجم رکوع ۱ پ ۲۷) **ترجمہ** اور نہ وہ (نبی) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے (یعنی جو فرماتا ہے) جو اس پر آتی ہے ؂

لہٰذا وہ عالم اس ملحد کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی زکوٰۃ کی معنی بیان کرے گا۔ اس ملحد کو زکوٰۃ کی حضور انور کی بیان کردہ معنی ماننی پڑے گی۔

## حاصل

یہ نکلا کہ محدثین کے مقابلہ میں کتاب و سنت کا عالم ہی آئے گا۔ اور قرآن مجید کی ملحدین کی پیش کردہ تاویلات باطلہ کے بطلان کا قلع قمع کر کے حق کا جھنڈا بلند کر دے گا۔ اسی قسم کی خدمات حق پرست علماء کرام اسلام کے متعلق کرتے آئے ہیں۔ کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ جو گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور جو اس دور میں کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔ اللھم اجعلنا منھم اور باطل کی فوجوں کو شکست دینے کے لئے

## حق پرست علماء کرام

جسے میری مراد وہ علماء کرام ہیں۔ جن کی زندگی کا مقصد اشاعت کتاب وسنت ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ امیر ہو یا غریب شاہ ہو یا گدا اسے زندگی کے ہر شعبہ میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مقصود ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق دروازہ محمدی سے گزر کر دربار الٰہی میں جا پہنچے۔ ہر شخص اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں مذکور الصدر مسلک کو پیش نظر رکھے۔ خواہ اخلاق ہوں یا معاشرت۔ اقتصادیات ہوں یا سیاسیات وغیرہ

## دراصل مندرجہ ذیل اعلان کے مصداق یہی حضرات ہیں۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ..... اِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِیْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَارًا وَّلَا دِرْھَمًا وَّ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ (رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ والدارمی۔ ترجمہ۔ ابی الدرداء سے روایت ہے۔ کہا پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بیشک عالم کے لئے آسمانوں میں رہنے والے اور زمین پر رہنے والے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں (مغفرت کی دعا کرتی ہیں) اور تحقیق عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے۔ جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو باقی ستاروں پر اور تحقیق علماء انبیاء کے وارث ہیں اور تحقیق انہوں نے دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا سوائے اس کے نہیں (اپنے) علم کا وارث بنایا ہے۔ پس جس شخص نے اس علم کو پا لیا۔ اس نے بڑا حصہ پا لیا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ۔ (رواہ الترمذی) ترجمہ :۔

ابی امامہ باہلی سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان دونوں میں سے عابد تھا اور دوسرا عالم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر (ایسی) ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ایک ادنےٰ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے۔ یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی لوگوں کو نیکی سکھانے والے کے لئے دعا کرتے ہیں۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے وارث

ہونے کے لحاظ سے حق پرست علمائے کرام کا فرض منصبی دراصل اشاعت قرآن مجید ہی ہے۔ (یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ط وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ط واللہ یعصمک من الناس ط ان اللہ لا یھدی القوم الکٰفرین ۵ (سورۃ المائدہ رکوع ۱۰۔ پارہ ۶) ترجمہ اے رسول جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے۔ اسے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

## قرآن مجید کے علاوہ حدیث شریف کی اشاعت

حق پرست علماء کرام قرآن مجید کی تشریح بیان کرتے وقت احادیث کو بھی بیان فرمائیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں بکثرت ایسے مقام آئیں گے کہ جب تک احادیث کو سامنے نہ لایا جائے مطلب واضح نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ رَسُوْلِہٖ (رواہ فی الموطا)۔ ترجمہ :۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو پکڑے رکھو گے۔ ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ (وہ دو چیزیں) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔

## حاصل

یہ ہے کہ دین الٰہی کا متن تو قرآن مجید ہے اور اس کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

## کبھی اہل دل۔ نور باطن سے منور قلوب

والے حضرات قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو کر میدان میں آئیں گے۔ اسلام پر حملہ کرنے والے باطل کو شکست فاش دے کر اسلام کے جھنڈے کو سربلند کر دیں گے۔

## مثلاً

ایک کافر یا ایک زندیق عذاب قبر کی تفاصیل پر جو دربار رسالت سے ہو کر آتی ہیں ان کا انکار کرتا ہے۔ ایسے بد نصیبوں کے مقابلہ میں وہ لوگ کبھی نہیں آ سکتے جو

تزکیہ باطن کے منکر ہیں۔ کیونکہ وہ تو خود اندھے ہیں۔ وہ ایسے اندھوں کی کب راہ نمائی کر سکتے ہیں۔ بقول شخصے

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

اور نہ ہی ان کے مقابلہ میں حق پرست علماء کرام آ سکتے ہیں۔ جنہوں نے کسی صاحب دل مربی روحانی سے تربیت نہ کرائی ہو۔ وہ حضرات طالب حق کو تو دلائل سے دقیق سے دقیق مضمون ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔ مگر جس چیز کا تعلق عالم برزخ سے ہو۔ اس کا یقین دلائل سے کس طرح دلا سکتے ہیں۔ چونکہ عذاب قبر کا تعلق عالم برزخ سے ہے۔ اس لئے جو صاحب اس فن میں کامل ہونگے وہ منکر عذاب قبر سے فرمائیں گے۔ بیٹا تم ہمارے پاس آؤ۔ اور تزکیہ باطن کی جو شرائط ہیں مثلاً حلال اور طیب چیزوں کا کھانا پینا مشتبہ اور حرام سے قطعاً پرہیز۔ غافلوں اور بے دینوں کی صحبت سے دور رہنا۔ اس کے بعد جو اذکار الہیہ جس جس وقت میں جتنی تعداد میں بتلائیں ان کی پابندی کرنا اور ہماری صحبت میں بیٹھنے کا جو طریقہ ہے اس طریقہ کو ملحوظ رکھ کر صحبت میں بیٹھنا۔ ان شرائط کو پورا کرو۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس طریقہ سے کچھ عرصہ تک زندگی بسر کرنے کے بعد جب تم پایہ تکمیل تک پہنچ جاؤ گے۔ اس وقت تمہیں ہر قبر کے دوزخ کا گڑھا یا بہشت کا باغ ہونے کا علم ہو سکے گا۔ اور تمہیں اپنے مشاہدے پر اتنا وثوق ہوگا۔ کہ ساری دنیا کے انسان بھی تمہارے خلاف کہیں گے تم کہو گے۔ تم سب جھوٹے ہو۔ اور اس قبر کے متعلق جو میرا فیصلہ ہے وہ صحیح ہے۔ میرا خیال ہے

## اب سمجھ گئے ہوں گے

کہ اہل باطن حضرات اسلام کی وہ خدمت انجام دے سکتے ہیں جو اور کوئی نہیں کر سکتا۔

## اہل باطن حضرات سے عام مسلمانوں کا فائدہ اٹھانا

عرض یہ ہے کہ جسے ہم انسان کہتے ہیں۔ وہ دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ جسم کی بناوٹ زمین سے پیدا شدہ چیزوں سے ہے اور روح عالم بالا سے لاکر انسان کے جسم میں داخل کی گئی ہے اس کی تفسیر حدیث شریف سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جسم کی بیماریاں اور ہیں۔ مثلاً پیٹ میں درد۔ سر میں درد۔ گردے میں درد وغیرہ وغیرہ اور روح کی بیماریاں اور ہیں۔ جس کا پتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے مل سکتا ہے۔ مثلاً کبر۔ حسد۔ ریا وغیرہ۔ یہ خیال رہے کہ اگر ان روحانی بیماریوں سے شفایاب ہو کر دنیا سے نہ گیا۔ تو ان کے باعث قیامت کے دن دوزخ میں جانا پڑے گا صاحب باطن حضرات جنہیں اولیاء کرام کے مبارک نام سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ اس فن کے استاد ہوتے ہیں بشرطیکہ صحیح معنی میں صاحب باطن اور کامل ہوں وہ اس قسم کے اذکار الہیہ کی مشق کراتے ہیں۔ جس کی برکت سے انسان امراض روحانی سے شفا پا جاتا ہے۔

اللھم اجعلنا منھم

## سمجھنے کے لئے ایک مثال

جس طرح ایک شخص کسی دوکاندار کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں اس پگڑی کا رنگ سبز کرنا چاہتا ہوں۔ دوکاندار اس سے چار آنے لے کر پڑیا میں سبز رنگ دے دیتا ہے پھر وہ شخص رنگ ساز کے پاس جاتا ہے کہ یہ رنگ پڑیا سے پگڑی پر چڑھ جائے۔ رنگساز کہتا ہے۔ بہت اچھا۔ پگڑی اور رنگ دے جاؤ شام کو لے جانا۔ رنگ ساز کا کمال یہ ہے کہ وہ رنگ پگڑی کی ایک ایک تار پر چڑھا دیتا ہے۔ باطن کی رنگینی کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے رنگ تو ہے قرآن۔ رنگ فروش ہیں علماء کرام۔ رنگساز ہیں صوفیائے عظام۔

## جامعیتہ ہو تو نور علیٰ نور

اگر اللہ تعالےٰ کسی عالم کو خلق خدا کے باطن کی اصلاح کی بھی توفیق عطا فرمائے تو یہ اس کا فضل ہے۔ مثلاً ایک شخص بازار میں دو چیزیں خریدنے کے لئے جاتا ہے۔ اگر وہ دونوں چیزیں ایک ہی دکان سے مل جائیں تو پھر دکانوں پر جانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ ہمارے ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے بانی قاسم العلوم والخیرات حضرت مولینا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر آج تک اس کی سرپرستی کا شرف ایسے ہی جامع حضرات کا حاصل ہوتا رہا ہے۔ آج بھی حضرت مولانا و مقتدانا شیخ العرب والعجم حسین احمد صاحب مدنی دامت برکاتہم جامع بین الظاہر والباطن ہیں۔ ان کے علمی کمالات کے قائل تو لاکھوں انسان ہوں گے۔ اور ان کے باطنی کمالات کے قائل فقط باطن کی بصیرت رکھنے والے اہل دل جن کے قلوب عالم ملکوت کے حالات کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ وہ حضرات جانتے ہیں کہ مولانا کیا ہیں۔ جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ وہ لوگ باطن کی بینائی سے محروم ہیں چمگادڑ اگر یہ کہے کہ سورج میں نور نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے تو دن میں بھی روشنی کی بجائے اندھیرا ہی نظر آتا ہے تو کیا واقعی سورج میں نور نہیں ہے یا چمگادڑ کی آنکھیں سورج کا نور دیکھنے سے عاجز ہیں۔

## اسلامی سلطنت کی ساری فوج اور سپاہ کا فرض اولین اسلام کی حفاظت ہے

اگرچہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعلمین بنا کر بھیجا ہے آپ کا ہر فرمان رحمت ہے۔ آپ کا ہر عمل رحمت ہے۔ آپ کا ہر حکم رحمت ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اسوہ حسنہ ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ دنیا میں بسنے والا ہر متنفس آپ کی تحریک اسلام کو رحمت تصور کرتا۔ اور اس کے اتباع کو اپنے حق میں رحمت خیال کرتا۔ مگر اس کا کیا علاج ہے۔ کہ ابلیس لعین جو قیامت تک مہلت لے کر دنیا میں آیا ہوا ہے۔ اور اس کی زندگی کا نصب العین خلق خدا کو صحیح راستہ سے ہٹانا۔ انبیاء علیہم سلام کی ہر نیکی کی تحریک کے راستہ میں روڑے اٹکانا ہے۔ اس لئے وہ بھی ہر پیغمبر کے مقابلہ میں شیطانی فوجوں کو صف آرا کرتا رہا ہے۔ اسی اپنی پرانی عادت کے مطابق رحمۃ اللعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں بھی اپنی فوجیں لایا۔ اگرچہ

اس کی فوجوں نے اسلام کے مقابلہ میں شکست فاش کھائی۔ مگر پھر بھی وہ باز نہیں آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ اور آپ کے بعد صحابہ کرام کے مبارک زمانہ میں ہمت نہیں ہاری اس کے بعد بھی اس کا ہر زمانہ میں یہی طریقہ رہا۔ چنانچہ اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں سلاطین اسلام دشمنان اسلام سے برسر پیکار رہے۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ سلاطین اسلام کے جھنڈے کے نیچے صلیبی جنگوں میں مسلمانوں نے لاکھوں کی تعداد میں حفاظت اسلام کیلئے اپنی جانیں قربان کیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ترکوں کی سلطنت یورپ میں ایسی ہے۔ جس طرح بتیس دانتوں میں ایک زبان۔ ترکوں کے متعلق یہ ضرب المثل مشہور تھی۔ مائیں کہا کرتی تھیں۔ ہم اس لئے بچے جنتی ہیں کہ میدان جہاد میں کام آئیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک ترک مجاہد کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے آٹھ سو سال سے شجر اسلام کی اپنے نوجوانوں کے خون سے آبیاری کی ہے۔ یہ شعر اسی کی شہادت دے رہا۔ شعر

الٰہی آبرو رکھیو میرے ترکی جوانوں کی
دیار مصطفٰی خیر الورٰی کے پاسبانوں کی

## ترکوں کی اسلام دوستی

اے مسلمانان لاہور تقریباً اٹھائیس سال کا عرصہ ہوا۔ آپ کو یاد ہوگا۔ کہ غازی رؤف بے صاحب ترکوں کے نمائندہ کی حیثیت سے لاہور میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے رات کے وقت اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں تقریر فرمائی تھی انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم تو اسلام ہی کے نام سے زندہ ہیں۔ ہمارا دشمن رپورٹر تمہیں غلط اطلاعات دیتا ہے کہ ترکوں نے اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے ایک

## عجیب واقعہ سنایا

کہ ۱۹۱۹ء کی جنگ میں جب قسطنطنیہ پر برطانوی اور فرانسیسی فوجوں نے قبضہ کر لیا۔ اس وقت ینگ ٹرکش پارٹی نے ترکوں کی تربیت یافتہ فوج کے نوجوان جو مختلف مقامات پر منتشر تھے۔ انہیں جمع کیا اور انگورہ کو اپنا مرکز قرار دے کر اسس تربیت یافتہ فوج کو مرتب کرکے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اتحادی فوجیں ترکوں کی بہادر فوج کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ اس اثناء میں غازی صاحب نے فرمایا ایک موقعہ ایسا آیا کہ ایک پہاڑ پر توپخانہ چڑھا کر اگر یونانیوں کے میگزین پر گولہ باری کی جائے تو یونانی فوجوں کو شکست دی جا سکتی تھی۔ چنانچہ ہم نے سارے ملک میں جہاد کا اعلان کر دیا۔ جہاد کے جذبہ کے ماتحت ترک عورتیں بھی آئیں۔ ان عورتوں نے پہاڑ پر توپخانہ چڑھا دیا۔ چونکہ پہاڑ پر برف پڑی ہوئی تھی ان کے پاؤں شل ہو ہو جاتے تھے اور گرتی جا رہی تھیں۔ ہم انہیں فوج کی طرف سے گرم لباس بھی دیتے تھے تو بھی نہیں لیتی تھیں۔ بالآخر انہوں نے پہاڑ پر ہمت کرکے توپخانہ چڑھا ہی دیا۔ ہم نے وہاں پہنچ کر یونانیوں کے میگزین پر گولہ باری کی۔ میگزین کو آگ لگ گئی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

## موجودہ حالات سے قطع نظر

کرکے ہمیں اس کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ صدیوں تک ترکوں کے جذبہ جہاد اسلامی کی برکت سے اسلام کی عزت اور عظمت سرزمین یورپ میں تابندہ رہی ہے۔

## علیٰ ھٰذا القیاس

ریاست میسور میں سلطان ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا سلطان خود میدان جنگ میں شجاعت اور جوانمردی سے لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ اس شہید ملت نے انگریزوں کے سامنے جھکنے کی بجائے موت کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ اس مرحوم ومغفور کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

## حاصل

یہ ہے کہ جس طرح حق پرست علماء کرام نے علمی قابلیت سے اسلام کو سربلند رکھا۔ اسی طرح علمبرداران تزکیہ حضرات نے اپنی توجہات سے اسلام کے چراغ لوگوں کے دلوں میں روشن کر دیئے۔ اسی طرح سلاطین اسلام نے بھی اپنی فوجی طاقت سے اسلام کا جھنڈا بلند رکھا۔ اسلام کی حفاظت کے لئے مسلمان فوجیں کفار کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگاتی رہیں اور جام شہادت پی کر جنت کا ٹکٹ لے کر رحمت الٰہی کے سایہ میں جا کر فی حواصل الطیور الخضر سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر جنت میں بسیرا کرتی رہیں۔

## اسلام سے کفر کی ٹکر حضور انور کے مبارک زمانہ سے آرہی ہے

(۱)

## کافر شیطان کے دوست ہیں ان سے لڑو

الذین امنوا یقاتلون فی سبیل اللہ ج والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاء الشیطن ج ان کید الشیطن کان ضعیفا ○ (سورۃ النساء رکوع ۱۰ پ۵)

ترجمہ:۔ جو ایمان والے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں سو تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔ بے شک شیطان کا فر سب کمزور ہیں۔

## حاصل

یہ نکلا کہ اسلام کے مخالف شیطان کے دوست ہیں اور شیطان روز اوّل سے حق کا دشمن چلا آ رہا ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بمعیت صحابہ کرام کے کفار کے لڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

## کفار سے جہاد اس وقت تک جاری رہیگا۔ جب تک کفر کا جھنڈا اسلام کے سامنے سرنگوں نہ ہو جائے

و ھم حتی لا تکون و یکون الدین للہ فان انتہوا فلا عدوان الا علی الظلمین ○ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ پ۲)

ترجمہ اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فساد باقی نہ رہے اور اللہ کا دین قائم ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو سوائے ظالموں کے کسی پر سختی جائز نہیں۔

## حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ شرک سے باز آئیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے اور کسی پر نہیں۔ یعنی جو بدی

سے باز آ گئے۔ وہ اب ظالم نہ رہے تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں۔ ان کو شوق سے قتل کرو۔

## آج بھی سلاطین اسلام

## بالخصوص ہماری سلطنت پاکستان

کا یہ اولین فرض ہے کہ اندرون مملکت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کو زندہ اور تابندہ رکھنے کی سرتوڑ کوشش کرے۔ اور اگر کوئی بیرونی طاقت مملکت پاکستان سے یہ حق چھینا چاہے۔ تو پاکستان کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ پاکستان کی سرزمین کو کفار کی گرفت سے بچانے کے لئے میدان میں آ ئے۔

## آخری دعا

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہر فرقہ کے علماء کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کو ہر ممکن کوشش کرکے زندہ اور تابندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام مسلمانوں کو اسی خیرالقرون والے اسلام کا پابند بنا کر پاکستان کی حفاظت کا جذبہ دلوں میں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حکومت کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ کہ اندرون ملک میں جید علمائے کرام کے مشورہ سے اسلامی قانون بنا کر رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلمان کو مسلح کرکے پاکستان کی حفاظت کے لیئے سربکف آنے کی توفیق عطا فرمائے

وما علینا الا البلاغ

**اللہ ہے باقی**

ہے تکبر زر پہ لاحاصل کہ بعد از مرگ بس
ایک ہی رستہ ہے سب شاہ و گدا کیواسطے
مال و زر ملک و زمیں گنج و حشم
کب کسی کو ہے بقا سب ہے فنا کیواسطے

# مجلس ذکر

معقدہ ۲۱ ربیع الآخرہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

# آخرت کے مدارج میں بڑھنے کی حرص محمود ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد عرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں حرص کا مادہ رکھا ہے۔ ان کا اپنا ارشاد ہے:- وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ الآیہ (سورۃ النساء رکوع ۱۸ پ ۵)۔ (ترجمہ اور دلوں میں حرص موجود ہے) انسان کے بچہ کو لے لیجیئے۔ اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ سب کچھ میری ہی جھولی میں پڑ جائے۔ بڑے تو بجائے خود رہے۔ بچہ کے حرص کی یہ حالت ہے کہ اپنے بھائی بہنوں کا حصہ بھی خود ہی سمیٹ لینا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَو كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (متفق علیہ)۔ (ترجمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر آدمی کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں۔ تب بھی وہ تیسری کو تلاش کرے گا۔ اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی۔ (یعنی اس کی حرص گور تک باقی رہتی ہے) اور خداوند تعالےٰ (حرص مذموم) اس بندہ کی توبہ قبول کر لیتا ہے جو توبہ کرے ملازم پیشہ کو لیجیئے جب تنخواہ ۷۵/- روپیہ ماہوار تھی تو بھی یہی کہتے تھے کہ ہائے پوری نہیں پڑتی۔ جب ۱۰۰/ روپیہ ماہوار ہو گئی تو بھی یہی پکارتے رہے۔ پھر جب ۱۵۰/- روپیہ ماہوار ہو گئی تو بھی یہی صورت حال رہی۔ جتنی آمدنی بڑھتی گئی۔ اتنی حرص بڑھتی گئی۔ پہلے شہر میں رہتے تھے۔ اب کوٹھی بنا لی ہے۔ کوٹھی کے لئے مستقل دھوبی۔ بھنگی اور مالی کی ضرورت ہے۔ ان سب کی رہائش کے لئے کوٹھی میں مستقل رہائش چاہیئے۔ جتنی آمدنی بڑھتی گئی۔ اتنا خرچ بڑھتا گیا۔ گویا

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دنیا کی حرص مذموم ہے اور آخرت کی محمود۔ دعا کیجئے کہ ادھر کی حرص مر جائے اور ادھر کی پیدا ہو جائے۔ خدا کرے میرے اور آپ کے اندر یہ تبدیلی پیدا ہو جائے۔ ہادی کی صحبت میں یہ تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے۔ بڑا سداون۔ بڑا دکھ پاون مثلاً ایک شخص کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ان سب کے ہاں بھی اولاد ہے۔ یہ شخص دادا اور نانا تو بن گیا مگر کبھی ایک بیٹا بیمار ہے تو دکھ۔ کبھی بہو بیمار ہے تو دکھ۔ کبھی پوتا بیمار ہے تو دکھ۔ غرضیکہ اس کو سب کا دکھ ہے۔ بزرگوں کی باتیں تجربات پر مبنی ہوتی ہیں۔ بڑا سداون بڑا دکھ پاون والا مقولہ بالکل ٹھیک ہے۔ ادھر کی حرص دکھ کا باعث بنتی ہے۔ قرب الی اللہ کی حرص میں دکھ ہے ہی نہیں۔ اس میں سکھ ہی سکھ ہے۔ جتنی کسی کی برادری ہوگی اتنا ہی اس کو دکھ ہوگا۔ برادری والے

کسی کو شکھی دیکھ ہی نہیں سکتے۔ میں کہا کرتا ہوں اگر آپ اپنی رانوں کا قیمہ بنا کر اس کے کباب بھی برادری والوں کو کھلائیں گے۔ تو بھی یہ آپ سے راضی نہ ہوں گے۔ کوئی کہے گا مرچ زیادہ تھی کوئی نمک نہ ہونے کی شکایت کریگا میں کہا کرتا ہوں کہ سب طمع کے یار ہیں۔ بے طمع کا یار یا اللہ تعالیٰ۔ یا سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور یا پھر اللہ والوں کو بے طمع کا یار دیکھا۔ اللہ والوں کو فقط اللہ کا نام پیارا ہوتا ہے۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ حالانکہ وہ سید اور میں امتی وہ سندھی اور میں پنجابی۔ میں نے کبھی ان کو ایک روپیہ بھی نذرانہ پیش نہیں کیا تھا۔ اس زمانہ میں ہوتا ہی نہ تھا۔ جب کبھی اللہ تعالیٰ کہیں سے 25/- روپیہ دلوا دیتے تو ان کی خدمت میں ایک رات کے لئے حاضر ہو جاتا تھا۔ اس زمانہ میں 8/8 روپے جانے کا اور 8/8 روپے آنے کا کرایہ ہوتا تھا۔ دو تین روپیہ راستہ کا خرچ اور باقی بیوی بچوں کو دے جاتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو پھولے نہ سماتے اور فرماتے میرا بیٹا آ گیا۔ وہ اس لئے مجھ پر اتنی شفقت فرماتے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ یہ صرف اللہ کا نام پوچھنے آتا ہے اندر ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ گندم کی روٹی اور مکھن بھیجو۔ لاہور سے احمد علی آیا ہے۔ میری واپسی پر ہماری اماں سے فرماتے کہ میرے بیٹے نے جانا ہے میٹھی روٹی پکا دو۔ حضرتؒ کی اس شفقت کا مجھ پر بے حد اثر تھا۔ مجھے حضرتؒ سے عشق تھا۔ عربی میں کسی نے کہا ہے۔ ع

افادتکم النعماء منی ثلثۃ
یدی و لسانی والضمیر المحجبا

**ترجمہ** ۔(تیری) نعمتوں نے (اے میرے محسن) میری تین چیزوں کو تیرا کر دیا ہے (میرا ہاتھ (تیرے شکر کے لئے اٹھتا ہے) اور میری زبان (تیرا شکر کرتی ہے) اور میرے سینہ میں پوشیدہ دل (جو ہے۔ وہ بھی تیرا شکر کرتا ہے)

اسی طرح حضرت دین پوریؒ بھی مجھ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ وہ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ وہ بہت کم بولتے تھے۔ ان کا تربیت کا اور طریقہ تھا۔

اللہ تعالےٰ کی راہ میں اگر ایک قدم بھی اٹھ جائے تو وہ دنیا کے تمام زر و جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ ادھر جتنا بڑھیں گے اتنا ہی زیادہ سکھ ہوگا۔ اب میں اس راستہ میں ترقی کے جو تین درجے ہیں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

## پہلا درجہ عقیدت کا ہے۔

عقیدت کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچا ہے۔ میرا خدا سچا ہے اور اس کا رسولؐ سچا ہے۔ میرا قرآن سچا ہے۔ میرا اسلام سچا ہے یہ جذبہ دیہاتیوں کے اندر ہوتا ہے۔ مہاراجہ کشمیر کے خلاف جب احرار نے ایجی ٹیشن شروع کی تو ہر آدھ گھنٹہ کے بعد سیالکوٹ سے ۲۱ آدمیوں کا جتھہ جاتا تھا۔ یہ سب دیہات کے رضا کار تھے۔ دوسرے دن مہاراجہ نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ دیہاتیوں کی یہ عقیدت بلا دلیل ہوتی ہے۔

## دوسرا درجہ بصیرت بالدلائل کا

ہے۔ یہ جید علماء کرام کو حاصل ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں احکام شرعیہ کے مصالح بیان فرمائے ہیں۔ اس کے پڑھنے سے یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس بلند پایہ کتاب کو سمجھنے کے لئے تمام علوم ظاہری کا فارغ ہونا ضروری ہے۔ اس کو پڑھانے کے لئے علوم باطنی کی بھی ضرورت ہے۔

## تیسرا درجہ بصیرت باطنی کا ہے

یہ چیز بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں آپس میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ میں نے دیکھا کہ میری دعا آسمان پر گئی۔ اس نے بارگاہ الٰہی میں قبولیت پائی اور ایک نورانی نکتہ کی شکل میں واپس آئی۔ اور ہماری مجلس پر آ کر اس نے پھیلنا شروع کیا۔ جوں جوں وہ روشنی پھیلتی گئی۔ دلوں سے کدورت نکلتی گئی اور طبیعتیں صاف ہوتی گئیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ وَكُلُّ ذَالِكَ بِمَرَاٰی مِنِّیْ (ترجمہ اور یہ سب کچھ میرے مشاہدہ میں تھا) یہ شاہ صاحبؒ کی بصیرت باطنی ہے۔

شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو بصیرت باطنی پیدا ہو جاتی ہے میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ طالب صادق کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت ضروری ہے بصیرت باطنی پیدا ہو جائے تو اسلام کے ہر حکم میں نور اور خلاف اسلام تمام چیزوں میں ظلمت نظر آتی ہے۔ اللہ ہو کے پاک نام کی برکت سے یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

افسوس صد افسوس۔ مسلمانوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت کو اسلام سے عقیدت نہیں ان کے دل میں حاملین دین کی کوئی عزت نہیں۔ وہ ان کے لئے مُلّا کا توہین آمیز لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مُلّا کیا کہتا ہے؟ وہ صرف کتاب و سُنت کا پیغام پہنچاتا ہے۔ اس قسم کے جو لوگ مر گئے ہیں۔ ان کی قبریں تو دکھایئے۔ کہیں جہنم کا گڑھا تو نہیں بنی ہوئیں۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو عقیدت بصیرت بالدلائل اور بصیرت باطنی عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔ سندھ میں ایک ولی اللہ تھے۔ جن کا اسم گرامی مخدوم نوحؒ تھا۔ وہ فرماتے تھے۔ میں ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ اس علاقہ میں ایک عالم تھے۔ جن کا اسم گرامی مخدوم جعفرؒ تھا۔ وہ ایک دفعہ مخدوم نوحؒ کے پاس آئے۔ اور ان کی آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے اور دریافت کیا کہ اب بھی اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔ مخدوم جعفرؒ نے فرمایا بس معلوم ہو گیا کہ آپ ان آنکھوں سے نہیں۔ بلکہ دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد مخدوم نوحؒ فرمایا کرتے تھے اگر نہ ہوتا جعفر تو نوح مرتا کافر اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (سورۃ بنی اسرائیل ع ۵ پ ۱۵) (ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو۔) اگر اللہ تعالیٰ بصیرت باطنی عطا فرما دے تو پھر ہر چیز ذاکر نظر آتی ہے حلال اور حرام میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض چیزیں بظاہر حلال اور حقیقت میں حرام ہوتی ہیں۔ مثلاً چوری کی بکری کا گوشت بظاہر حلال لیکن حقیقت میں حرام ہے۔ بصیرت باطنی سے اس کا بھی پتہ چل سکتا ہے۔ میں جب کسی کو کوئی خاص چیز پڑھنے کو بتلاتا ہوں۔ تو لاہور کا دودھ گوشت اور گھی چھڑوا دیا کرتا ہوں لاہور کی یہ تینوں چیزیں بعض اوقات مشتبہ ہوتی ہیں

درس قرآن

# دنیا اور آخرت کی زندگیوں کی بھلائی

مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۸ء

فرمودہ حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی
مرتبہ محمد مقبول عالم بی۔اے لاہور

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (۱۰:۶۲)

**ترجمہ:۔** پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو۔ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔

## درجۂ تفسیر

اللہ تعالیٰ نے پہلے بلایا کہ نماز کے لئے آؤ دوکانیں بند کر دو۔ پھر فرمایا کہ اب جاؤ نماز ہو چکی، اب دوکانیں کھول دو۔ حکم ہوتا ہے۔ زمین میں پھیل جاؤ۔ کوئی بازار میں جائے۔ کوئی دفتر میں۔ کوئی کارخانے میں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان محتاج ہے عاجز ہے۔ اُسے رزق چاہیئے۔ اس لئے حکم دیا کہ اب جاؤ اور رزق تلاش کرو

انسان کے عجز کا یہ حال ہے۔ کہ قدم قدم پہ عاجز ہے۔ کبھی نزلہ۔ کبھی زکام۔ کبھی سردرد۔ کسی وقت غم سے خالی نہیں۔ اس دنیا میں کوئی بے غم نہیں۔ اور اگر کوئی بے غم ہے۔ تو وہ انسان نہیں ہو گا ؎

دریں دُنیا کسے بے غم نباشد
وگر باشد بنی آدم نباشد

کوئی اولاد کو ترستا ہے۔ کسی کے ہاں لڑکے ہیں۔ لڑکی کوئی نہیں۔ کسی کے ہاں لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ اگر انسان عاجز نہ ہوتا تو کبھی بیمار نہ ہوتا۔ کبھی موت قبول نہ کرتا۔ لیکن بڑے بڑے بادشاہ جنہوں نے خدائی کے دعوے کئے سب مر گئے۔ کوئی بھی موت سے نہ بچ سکا۔ اس سے انسان کی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ وہ بے حد عاجز ہے اور مشکل کشا کوئی اور ہے۔ وہی رب ہے۔ انسان اگر اپنی حقیقت پہچان لے تو وہ رب کو بھی پہچان سکتا ہے۔
مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔

انسان کس بات پر اکڑتا ہے۔ جب انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی قلعی کھولتا ہے۔ اے انسان تو ایک منی کا قطرہ تھا۔ اس قطرے سے تجھے کس نے بنایا۔ تیری ماں نے یا تیرے باپ نے نہیں ایک خدا نے جو رب ہے۔ پس جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس نے رب کو پہچان لیا۔

انسان کی دو زندگیاں ہیں۔ ایک دنیا کی دوسرے آخرت کی۔ دنیا کے معنی ہیں نزدیک اور آخرت کے معنی ہیں بعد میں آنے والی تو نزدیک والی زندگی یعنی مرنے سے پہلے دنیا کی زندگی ہے اور مرنے کے بعد آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو دونوں زندگیوں کی اصلاح پیش نظر ہے اس لئے ایسی ہدایات دیتے ہیں۔ جس سے دونوں زندگیاں سنور جائیں۔ انسان بے سمجھ بچے کی طرح ہے۔ بچہ نہیں جانتا کہ طفولیت کے بعد شباب کی زندگی ہے اب تو دوسرے میرے کفیل ہیں۔ باپ کما کر لاتا ہے اور ماں پکا کر کھلاتی ہے۔ جوان ہونے کے بعد مجھے دوسروں کا کفیل بننا پڑے گا۔ میں کماؤں گا اور بوڑھے ماں باپ اور بیوی بچے کھانے والے ہوں گے۔ ماں باپ کے سامنے بچے کی دونوں زندگیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے کسب کمال کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ سکول بھجواتے ہیں۔ کام سکھاتے ہیں۔ تاکہ جوانی میں کما کر کھا سکے اور دوسروں کو کھلا سکے۔ بچہ بھاگتا ہے۔ سکول نہیں جاتا۔ ماں باپ تشدد کرتے ہیں ان کا تشدد حقیقت میں رحمت ہوتا ہے۔ اُستاد بھی تشدد کرتا ہے۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ کمال حاصل کر لے۔ استاد کا تشدد باپ کے لاڈ سے بہتر ہوتا ہے۔ ع

جور اُستاد بہ زمہر پدر

سندھ میں ایک بزرگ تھے۔ ان کا نام حضرت پیر رشید الدین تھا۔ عموماً حکمت کی باتیں کہا کرتے تھے۔ ایک کوئیں کی کھدائی ہو رہی تھی۔ کچھ مزدور مٹی ڈھو رہے تھے۔ اپنے مریدوں سے پوچھا بتاؤ یہ کون ہیں۔ وہ سوچ رہے کہ حضرت کوئی حکمت کی بات کہیں گے۔ پھر فرمایا۔ یہ ماں باپ کے لاڈلے ہیں کوئی کمال حاصل نہ کیا۔ اب گدھوں کا کام کرتے ہیں اور مٹی ڈھوتے ہیں۔

انسان دادا نانا بھی ہو جائے۔ تو خدا کے مقابلے میں بے وقوف ہے احمق ہے۔ وہ دنیا اور آخرت کی زندگی کی بھلائیوں سے ناواقف ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتوں سے واقف ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت علم دیتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے اور دنیا میں زندگی کیسے گزارنی چاہیئے۔ نبی کے بعد اس کے تربیت یافتہ علمائے ربانی سمجھاتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کیسے گزاری جائے۔ تاکہ آخرت کی زندگی سنور جائے۔ جو لوگ نبی کے دامن سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور جو وابستہ نہیں ہوتے۔ وہ برباد ہو جاتے ہیں

جانشین انبیائے علیہم السلام کی دو قسمیں ہیں۔ علمائے کرام اور صوفیائے عظام علماء دین کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ اور صوفیائے کرام دین کا رنگ چڑھاتے ہیں دونوں مربی ہیں۔ جیسے ماں باپ دونوں تربیت کرتے ہیں۔ باپ کما کر لاتا ہے۔ ماں پکا کر کھلاتی ہے۔ ماں باپ جسمانی مربی ہیں علمائے کرام دین سمجھاتے ہیں اور صوفیائے کرام اس کا رنگ چڑھاتے ہیں۔ اصل میں رب العالمین ایک اللہ ہے اس نے اپنی ربوبیت کے مظاہر بنا رکھے ہیں۔ ماں باپ اور علمائے کرام اور صوفیائے عظام صفت ربوبیت الٰہیہ کے مظاہر ہیں۔ بعض بزرگوں میں جامعیت ہوتی ہے۔ اگر ایسے مل جائیں تو پھر دو شخصیتوں کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

انسان کو چاہیئے کہ وہ دونوں زندگیوں کی بھلائی مانگے جو دنیا چاہتے ہیں اور دنیا کو مقصود بناتے ہیں انہیں دنیا مل جاتی ہے اور جو دنیا اور آخرت دونوں چاہتے ہیں۔ انہیں دونوں زندگیوں کی بھلائی مل جاتی ہے۔ قرآن حکیم میں یہ بات حاجیوں کے متعلق بیان فرمائی۔ بعض حاجی

دنیا کی غرض لے کر جاتے ہیں کہ وہاں جا کر دُعا کریں گے۔ اور دنیا کی غرض پوری ہو جائے گی۔ آخرت کی اصلاح پیش نظر نہیں ہوتی۔ یہ فقط دُنیا کے طالب ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں

وما لہ فی الاخرۃ من خلاق

جب تک پیغمبر کے دامن سے وابستہ نہ ہوا [illegible] میں نہیں آتا کہ شریعت کی [illegible] کیوں کریں۔ شریعت کا مقصد یہی ہے کہ دونوں زندگیاں سنور جائیں۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کے پیش نظر انسان کی دونوں زندگیاں ہیں۔ اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ دوکانیں بند کر دو اور نماز کے لئے آؤ۔ جب نماز ہو چکی تو پھر حکم دیا اب دُکانیں کھول دو۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ دنیا کے کام کرنا۔ مگر غافل نہ ہو جانا۔ اللہ کی یاد کرتے رہنا۔ [illegible] دوستوں سے کہا کرتا ہوں دُکان پر [illegible] جب گاہک نہ ہو تو تسبیح [illegible] کر [illegible] کا ذکر کرتے رہو۔ اور اگر تسبیح سے شرم آئے تو تسبیح کے بغیر زبانی ذکر کرتے رہو۔ غافل نہ بیٹھو۔

## الاعتبار والتاویل

میرے اور آپ کے لئے سبق یہ ہے۔ کہ اللہ کے دروازے پر آئیں۔ نبوی تعلیم حاصل کریں۔ بڑے بڑے سیٹھ، زمیندار، عہدیدار، ایک ہی لائن پر چل رہے ہیں۔ آخرت کا پتہ ہی نہیں۔ سب احمق بلکہ پاگل ہیں۔ جو کرنا ہے وہ نہیں کرتے اور جو نہیں کرنا وہ ضرور کرتے ہیں۔ آئے تھے آخرت بنانے کے لئے اور بنا رہے ہیں دنیا

نہ خدا یاد ہے نہ مرنا یاد ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ جو اللہ کے دروازے پر آئے ہیں اکثریت بے وقوفوں اور پاگلوں کی ہے۔ دنیا کی عقل رکھتے ہیں۔ لیکن آخرت کی عقل نہیں رکھتے۔ وجہ یہی ہے کہ کسی عالم ربانی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا اگر کسی سے تعلق رکھا تو وہ بھی بہروپیے پیروں سے جو دین نہیں سکھاتے۔ مریدوں کو پتہ نہیں کہ پیر کیوں رکھا ہے اور پیر کو پتہ نہیں کہ مرید کیوں رکھے ہیں۔ سب راعی دحاکم ہیں۔ عالم بھی اور پیر بھی سب سے اُن کے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کہ تم نے ان کو کتنا ۴۴

۴۴ دین سکھایا تھا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو آخرت کی زندگی کا مقصود بنانے کی توفیق دے دنیا اگر تنگی سے گزر جائے تو مضائقہ نہیں۔ آخرت تو سنور جائے گی۔ اس کے لئے دروازہ الٰہی پر آنے کی ضرورت ہے اور علماء و صوفیائے عظام سے سیکھنے کی ضرورت ہے علماء علمی طور پر سمجھاتے ہیں اور صوفیا عملی طور پر سکھاتے ہیں۔ بعض مولوی ایسے ہوتے ہیں جنہیں کسی اللہ والے کی صحبت نصیب نہیں ہوئی اور باطن کی بیماریاں نہیں نکلیں۔ جیسے دنیاداروں کے اندر بیماریاں ہوتی ہیں۔ ویسے ہی مولویوں کے اندر ہوتی ہیں۔ جب تک کسی اللہ والے سے تربیت نہ کی جائے یہ بیماریاں نہیں نکلتیں ٭




از جناب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

پاکستان کا وجود صرف اسلامی حکومت اسلامی قوانین اسلامی کلچر اور اسلامی روایات کے لئے خون پسینہ ایک کرکے حاصل کیا گیا تھا۔ مدتوں میں خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ بمشکل دستور کا جزیہ قرار پا گیا کہ "کوئی قانون نافذ نہ کیا جائیگا جو قرآن شریف اور سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف ہوگا۔

آج کل اس کے لئے ایک کمیشن مقرر ہوا ہے۔ جس کا کام بھی عجیب، اور اس کے ارکان بھی عجیب ہیں۔ دستور میں کمیشن کا کام یہ بتایا گیا ہے۔ کہ موجودہ قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھالنے کی سفارشات کرے گا۔

اول تو انگریزوں کے قوانین کو ڈھالنا ان کی پابندی کرنا ہے۔ دوسرے کمیشن محض سفارشات کرے گا جس کا قبول ہونا نہ ہونا موہوم شئے ہے۔ پھر ارکان کا جو اصل کام تھا کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔ اس خلاف کو سمجھنے والے کون لوگ ہیں۔ کچھ منکرین سنت۔ کچھ قرآنی معنوی تحریفات کے عادی۔ اور کچھ وہ لوگ جو نظریات یورپ پر قرآن و حدیث کو ڈھالنے کے ماہر ہیں۔ بس صرف اور صرف ایک رکن ماہر قرآن و حدیث ہیں۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔ مولانا موصوف کا انتخاب تو بے مثال انتخاب ہے۔ جن کی مہارت کی دلیل آپ کی کتاب اعلاء السنن (عربی) کی چودہ جلدیں ہیں۔ جو اس وقت حدیث و شرح حدیث کی لاجواب کتاب ہے۔ اور دوسری کتاب غیر مطبوعہ ہے۔ دلائل القرآن علیٰ مسائل نعمان کہ بالکل نادر اور بے نظیر ہے۔ پھر مولانا کا تقریباً بیس سال تک افتا کا مشغلہ اور وہ بھی تھانہ بھون میں جو پورے ملک کے فتاوے کے ہائی کورٹ کا درجہ رکھتا تھا۔

اگر اسی پایہ کے دو تین اور ساتھی ہوتے اور ایک قانون کا ماہر جو صرف تشکیلات کا معاون ہوتا تو پھر یہ کمیشن زریں کمیشن ہوتا۔ واقعی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قانون مدون ہوتا یا صرف تنہا حضرت مولانا اور ایک ان کا معاون انکی پسند کا اور ایک قانون کا ماہر ہوتا تو یہی کافی تھا

اس معجون کا مرکب کمیشن سے زیادہ امید وابستہ نہیں ہو سکتی اور پھر قبول سفارشات کا کام جس جماعت کے سپرد ہوگا۔ اگر وہ بھی معجون مرکب یا ماہرین سے خالی جماعت ہوگی اور یہ خطرہ اپنی جگہ قائم ہوگا کہ کہیں کافرانہ قوانین کو اسلام نام دے کر پاکستان کے سر پر مسلط نہ کر دیا جائے۔

میرے خیال میں بجائے کمیشن مقرر کرنے کے اور اس قدر طویل اخراجات اور طویل مدت لگانے کے یہ مختصر اور کم خرچ طریقہ زیادہ مفید ہوگا۔

کہ قانون عام باشندوں کی ضروریات اور ان کے مذہبی نظریات کے مطابق قرآن و سنت سے ماخوذ ہو کر بننا ضروری ہے۔ پاکستان میں اکثریت حنفی حضرات کی ہے۔ فقہ حنفی ایک مکمل قانون موجود ہے۔ اس کو اردو میں اور موجودہ طرز

[illegible] یہ کام حضرت مولانا موصوف اپنی پسند کے ایک معاون اور ایک قانون دان کی مدد سے دو تین سال میں تکمیل کو پہنچا سکتے ہیں۔

مکمل ہونے کے بعد طبع کر کے پاکستان کے دوسرے فرقوں کے منتخب ایک ایک انتہائی قابل عالم کو بھیج کر یہ معلوم کر لیا جائے کہ ان کو اپنے فرقہ کے عوام کے لئے کون کن دفعات میں کیا تغیرات منظور ہیں۔ شافعی۔ مالکی، حنبلی، اہل حدیث، اہل قرآن، شیعہ، قادیانی بہائی وغیرہ وغیرہ جو جو تغیرات پیش کریں وہ ان دفعات میں ان کی خصوصی ذیلی دفعات بن جائیں۔ تاکہ فیصلہ کرنے والا حاکم کسی فرقہ کو اس کے سمجھے ہوئے قرآنی و حدیثی قانون کے خلاف مجبور نہ کر سکے۔ نہ صاحب معاملہ بے اطمینان رہ سکے۔ اس طرح قانون بالکل جامع اور سب کے لئے سرمایہ تسکین ہوگا۔

اسی طرح وہ جماعت جو اکثریت کے خلاف اپنا مزعومہ قرآن و حدیث کا مفہوم رکھتی ہوگی۔ وہ بھی اپنے خیالات کے مطابق خصوصی ذیلی دفعات بنوا لے گی۔ اور ان کے خیالات اکثریت پر مسلط نہ ہو سکیں گے۔ نہ کسی۔ ایک فرقے کا عندیہ دوسرے پر مسلط ہو سکے گا۔ وقت بھی کم خرچ ہوگا۔ روپیہ بھی کم لگے گا۔ اور قانون نہایت جامع اور تسکین بخش ہوگا۔ اور پھر ایسا نہ ہو سکے گا۔ جو آج ہو رہا ہے۔ کہ عدالت کے بہت سے فیصلے مدعی و مدعا علیہ کے مذہب میں خلاف مذہب ہو کر ناقابل عمل ہو رہے ہیں۔

اس کے بعد ان قوانین کو اگر سفارشات قرار دیا جائے تو اس کے طے کرنے والی جماعت کو بھی ہر فرقہ کے متعلق دفعات کے لئے اسی فرقہ کے ماہران قرآن و حدیث سے مرکب کی جائے۔ پھر اُمید ہے کہ سب اس پر مطمئن ہوں گے۔ اور پاک مُلک کو پاک قانون نہایت سہولت سے اور جلد مل سکے گا۔

> پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
> مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!
>
> (اقبالؒ)

# توکّل علی اللہ کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا

از جناب مولانا سعید احمد صاحب ڈونگہ بونگہ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایٰتہ زادتھم ایمانا وعلیٰ ربھم یتوکلون ۵ سورۃ الانفال ع پارہ ۹

(ترجمہ۔ ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آئتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں)

معلوم ہوا کہ بغیر توکل کے ایمان کامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ آیت مذکورہ میں **انّما** حصر کا کلمہ ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ایماندار صرف وہی لوگ ہیں۔ جن کے اندر یہ تین صفتیں پائی جائیں یعنی اللہ کا نام آنے پر ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے قرآن مجید پڑھا جاوے تو ان کے ایمان میں زیادتی ہو جاوے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہوں۔ توکل کے معنے اپنے بے بس ہونے کا اقرار کرنا اور اپنے سوا دوسرے پر بھروسہ کرنا شریعت کے اندر توکل کی دو قسمیں ہیں توکل خواص[1] اور توکل عوام[2] توکل خواص کا یہ مطلب ہے کہ کسب معاش کے لئے کوئی کام نہیں کرتے۔ جیسے انبیاءؑ اولیاءؒ وہ دن رات کے چوبیس ۲۴ گھنٹے اپنی قوم کو تبلیغ دین کرنے میں صرف کرتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے لئے کسب معاش کرنے کے لئے نہ دن کو وقت ملتا ہے اور نہ ہی رات کو۔ ایسے متوکلین کو باوجود ظاہری اسباب کے مفقود ہونے کے اللہ تعالیٰ ایسے طریقہ سے رزق عطا فرماتا ہے جو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ بلکہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ رزق دن کو آئے گا۔ یا رات کو۔ عورت کے ذریعہ سے آئے گا یا مرد کے ذریعہ سے کوئی ہاتھ میں دے جائیگا یا لفافہ میں بند کر کے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہٗ (سورۃ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸) **ترجمہ** اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اُسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے تبعین میں بھی ایسے حضرات گزرے ہیں۔ جو اپنی ضروریات کا اللہ تعالیٰ کو ہی کفیل بنا کر دن رات عبادت و تبلیغ میں گزارتے ہیں الحمد للہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسی خیرالقرون میں ایسے حضرات یقیناً تھے اور اس خیرالقرون کے بعد بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس زمانہ میں بھی الحمد للہ موجود ہیں جو دن رات کے چوبیس گھنٹے تبلیغ دین اور اصلاح خلق اللہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور اپنی ضروریات زندگی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ ہر زمانہ میں اس قسم کے لوگ رہے ہیں اور آج بھی موجود ہیں۔ اگر کسی صاحب قسمت نے اس کا نظارہ دیکھنا ہو تو رائے پور شریف کے دربار میں پورا نمونہ آج بھی موجود ہے۔ گنگوہ تھانہ بھون نانوتہ رائے پور متوکلین کے مصداق کے پورے پورے ہوتے تھے۔ اس وقت ہمارے مُلک پاکستان میں بھی موجود ہیں۔ اگر کسی صاحب قسمت کو ان کی صحبت نصیب ہو جائے۔ تو زہے قسمت اس قسم کے اور بھی متوکلین ہیں جو کہ دور حاضر میں موجود ہیں۔ جن کی فضیلت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

پر اس بستی کو الٹ دیتا ہے۔" لوگوں نے عرض کیا "ام المومنین کیا ان لوگوں کے لئے بھی یہ عذاب ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں اہل ایمان کے لئے یہ موعظت و رحمت ہے اور کافروں کے لئے عقوبت اور عذاب اور ناراضی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بات اس سے زیادہ خوشی کی نہیں سنی۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ ارشاد فرمایا۔ جب کھلم کھلا ہونے لگیں گناہ میری امت میں اللہ تعالے ان پر عذاب عام بھیجے گا۔"

میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ کیا ان میں اچھے لوگ نہ ہوں گے؟"

میں نے عرض کیا۔ "پھر ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا"؟

ارشاد فرمایا۔ "جو کچھ اوروں پر واقع ہوتا ہے۔ ان پر بھی وہی واقع ہوگا۔ پھر رجوع کریں گے یہ اللہ تعالے کی مغفرت اور رضا کی طرف۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ یہ عذاب الہی بھی مومنوں کے لئے سراسر خیر اور موجب غفران و رحمت ہے اور کافروں کے لئے عقوبت۔ عذاب اور خسران۔ وجہ اس کی یہی ہے کہ کافر کی نظر اسباب پر ہوتی ہے اور مومن کی نظر اسباب پیدا کرنے والے پر ہوتی ہے۔ کافر انجام سے بالکل مایوس ہوتا ہے اور مومن انجام اور مآل کی خوبی سے مطمئن اور شاداں و فرحاں ہوتا ہے۔ پھر انجام کار مرنے کے بعد مومن کے لئے یہ چیزیں موجب کفارہ بن جاتی ہیں۔ اور کافر ابدی لعنت و پھٹکار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

## تدابیر علاج

(۱) جن بلاؤں اور مصیبتوں کے خصوصی اسباب معلوم ہو چکے ان کے ازالہ کی کوشش کرنا کردنی امور کو رواج دینا اور ناکردنی امور کو ترک کرنا خود بھی پابندی کرنا اور دوسروں کو بھی حکمت و موعظت اور نرمی کے ساتھ پابندی کی فہمائش کرنا

(۲) اپنے گناہوں سے نادم و شرمسار ہو کر صدق دل سے توبہ و استغفار کرنا اور بارگاہ الہی سے اپنی بد اعمالیوں کی معافی چاہنا۔ ارشاد ربانی ہے۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

(ترجمہ:۔ گناہ معاف کراؤ اپنے پروردگار سے بے شک وہ بخشنے والے ہیں بھیجیں گے تم پر بارش کثرت کے ساتھ اور ترقی کریں گے تمہارے مال اور اولاد ہیں اور کر دیں گے تمہارے لئے باغ اور نہریں)

ارشاد نبوی ہے کہ جو شخص کثرت سے استغفار کرے اور اس پر مداومت رکھے۔ اللہ تعالے اس کے لئے ہر تنگی سے خلاصی کی راہ نکال دیتا ہے۔ اور فکر و غم سے نجات دیتا ہے اور ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے۔ جہاں سے ان کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد نسائی ابن ماجہ)

(۳) بارگاہ خداوندی میں اس مصیبت اور بلا کے دور ہونے کی دعا اور التجا کرنا اور مصیبت و بلا بھیجنے والے کی بارگاہ میں اس کے ازالہ کی درخواست پیش کرنا۔ تاکہ ہماری صدائے احتجاج پر رحمت خداوندی متوجہ ہو اور ہماری التجا در اجابت تک پہنچے۔

اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ۔ ترجمہ تم مجھ سے مانگو میں تمہارے لئے قبول کرونگا۔

ارشاد نبوی ہے۔ لا یغنی حذر من قدر والدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل وان البلاء لینزل فیلقاہ الدعاء فیعتلجان الی یوم القیامۃ

(ترجمہ:۔ یعنی نہیں کفایت کرتا خوف تقدیر سے اور دعا نفع دیتی ہے اس مصیبت سے جو نازل ہو چکی اور اس سے جو نازل نہیں ہوئی (یعنی جو مصیبت نازل ہو چکی وہ دعا سے دفع ہو جاتی ہے اور جو نازل نہیں ہوئی وہ آتی ہی نہیں) اور نازل ہوتی ہے مصیبت۔ پس ملتی ہے اس سے دعا اور جھگڑتی رہتی ہیں روز قیامت تک (حاکم)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لا یرد القدر الا الدعاء (ترجمہ۔ نہیں لوٹا سکتی قضا کو مگر دعا) ترمذی

البتہ دعا کی اجابت کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی قبولیت کا یقین کامل ہو مایوسی اور عجلت پسندی نہ ہو اور وہ کام معصیت نہ ہو۔

ارشاد نبوی ہے۔

لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم او قطیعة رحم مالم یستعجل قیل یا رسول ما الاستعجال؟ قال یقول قد دعوت وقد دعوت فلم ار یستجاب لی فیستحسر عند ذلك ویدع الدعاء (مسلم)

(ترجمہ:۔ ہمیشہ دعا قبول کی جاتی ہے بندہ کے لئے جب تک کہ گناہ کے کام اور قطع رحم کی دعا نہ ہو عجلت پسندی کے ساتھ نہ ہو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ عجلت پسندی کیا ہے؟ ارشاد فرمایا۔ یہ کہے۔ میں نے دعا کی۔ پھر دعا کی۔ مجھے امید نہیں کہ میرے لئے قبول کی جائے گی۔ پس اکتا کر تھک کر دعا کو چھوڑ دے۔

پس اجابت دعا کی دو شرطیں ہیں۔ گناہ اور نافرمانی کی دعا نہ ہو۔ مایوسی اور عجلت پسندی نہ ہو۔

(۴) صدقات اور خیرات کی کثرت کرنا۔ بالخصوص مال کی زکوٰۃ کو اہتمام اور حساب کے ساتھ نکالنا۔ مصارف کو تحقیق کرنا اور برمحل خرچ کرنا۔ اخلاص کا پورا دھیان رکھنا۔ ریا اور نام و نمود سے بچنا بے محل اور بے طریق خرچ کرنا۔ بعض دفعہ خرچ نہ کرنے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے غرض صدقات و خیرات سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور غضب الہی فرو ہوتا ہے اور مال و دولت میں افزونی ہوتی ہے

ارشاد نبوی ہے۔

"خیرات کرنے میں جلدی کیا کرو کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

"خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا۔" ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ "صدقہ غضب الہی کو بجھاتا ہے"۔

ارشاد ربانی ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(ترجمہ۔ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات اور دن۔ خفیہ اور علانیہ۔ پس ان کے لئے ان کا اجر ہے

ان کے رب کے پاس اور نہیں خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(ترجمہ:- اور خرچ کرو تم اللہ کی راہ میں اور مت پڑو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں اور احسان کرو - بے شک اللہ پسند کرتا ہے احسان کرنے والے کو۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا علاوہ اجر اخروی کے خوف و حزن کا مداوا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت و بربادی میں مبتلا کرنا ہے -

۵ - تمام اعمال صالح کی پابندی کہ حسنات سے آراستگی خود سیئات کو دفع کر دیتی ہے -

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ

(ترجمہ:- بے شک حسنات کھو دیتی ہیں سیئات کو)

بالخصوص نماز اور روزہ میں مشغولی کہ یہ خود گناہوں کا کفارہ ہے - جب گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ تو مصیبت اور بلا خود بخود ٹل جائے گی - چنانچہ جب کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر عظیم پیش آتا - آپ نماز میں مشغول ہو جاتے - مصیبت میں نماز ہی تسکین خاطر اور اطمینان قلب کا ذریعہ ہو سکتی ہے اور روزہ تو ہے ہی مومن کے لئے بمنزلہ سپر اور ڈھال کے جو تمام آفات سے محفوظ رکھنے والا ہے -

۶ - معاملات اور معاشرت کو شریعت محمدیہ کے موافق کرنا ہر خلاف شرع معاملہ اور طرز کو چھوڑنا - جب ہم اپنی زندگی کو خدا اور رسول کے فرمان کے موافق کر لیں گے - تو ہماری تمام مشکلات خود بخود رفع ہو جائیں گی -

۷ - بھلائیوں کو رواج دینا اور برائیوں کو ترک کرنا اس لئے کہ تا وقتیکہ عمومی فضا درست نہ ہوگی۔ عمومی مصائب اور بلاؤں کا سدِّ باب نہ ہوگا -

## مختصر دستور العمل

(۱) توحید و رسالت کی حقیقت کو سمجھنا اور ماننا خدا اور رسول کی بتلائی ہوئی باتوں پر یقین رکھنا کہ یہی ایمان کا مفہوم ہے اور بغیر ایمان کے کوئی نیکی قابل پذیرائی نہیں - اس کے لئے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ کو یاد کرنا معنی اور مفہوم کو دل نشین کرنا ضروری ہے -

۲ - فرض عبادات کا اہتمام اور پابندی کے ساتھ ادا کرنا - خصوصاً نماز اور زکوٰۃ کو پوری پابندی اور اہتمام کے ساتھ ادا کرنا ان کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنا - اس لئے کہ قرآن کریم میں ان دونوں کی جگہ جگہ تاکید ہے - اور ان کے ترک پر سخت وعید اور دردناک عذاب ہے -

زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ بھی فرائض میں سے ہے کہ زکوٰۃ کے محل اور مستحق کو پورے طور پر تحقیق کیا جائے اور برمحل خرچ کیا جائے - مستحق کا حق اس کو دیا جائے - بے محل خرچ کرنا غیر مستحق کو دینا - مال کو ضائع کرنا ہے -

۳ - حقوق العباد کو تحقیق کرنا ہر ایک کے حقوق کو پورا پورا ادا کرنا - معاملات اور معاشرت میں راستبازی، امانت داری برتنا - خلاف شرع معاملات کو چھوڑنا - ہر مسلمان کے ساتھ عزت و حرمت کا برتاؤ کرنا - اپنے مسلمان بھائی کی ایذا اور تکلیف سے بچنا اور راحت رسانی کا فکر کرنا

۴ - قرآن پاک کے ساتھ وابستگی اور دلبستگی پیدا کرنا - جس کے دو طریقے ہیں -

(الف) کچھ وقت روزانہ ادب و احترام کے ساتھ معنی اور مفہوم کا دھیان کرتے ہوئے تلاوت کرنا - اگر عالم نہ ہو تب بھی بغیر معنی سمجھے کلام ربانی کی تلاوت کرے اور سمجھے کہ میری تمام فلاح و بہبود اسی میں مضمر ہے اور اگر الفاظ بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو تھوڑا وقت روزانہ قرآن مجید کی تعلیم میں صرف کرنا

(ب) اپنے بچوں اور اپنے محلہ اور گاؤں کے بچوں کی قرآن کریم اور مذہبی تعلیم کا فکر کرنا - اور ہر کام پر اس کو مقدم رکھنا -

۵ - ذکر اللہ اور درود و استغفار میں مشغول رہنا - کوئی مقدار معین کر کے روزانہ اس کی پابندی کرنا - احادیث میں اس کے بڑے فضائل اور برکات آئے ہیں -

۶ - فرصت کے خالی وقتوں کو بجائے جھوٹ - غیبت - لڑائی - فساد - کھیل - تماشہ کے مذہبی کتابوں کے پڑھنے اور مذہبی لوگوں کے پابند لوگوں کے پاس بیٹھنے میں گزارنا - جس سے خدا اور رسول کی باتیں معلوم ہوں اور عمل کے جذبات پیدا ہوں - برے لوگوں کی صحبت اور خلاف شرع مجالس سے پرہیز کرنا -

۷ - ان باتوں کی خود بھی پابندی کرنا اور انفرادی اور اجتماعی ہر طرح کی کوشش کرنا کہ دوسرے لوگ بھی ان کی پابندی کرنے لگیں -

یہ چند باتیں ہیں - اگر مسلمان ان کو اختیار کر لیں تو حق تعالےٰ کی ذات سے قوی امید ہے - کہ ان کے تمام مصائب اور مشکلات دور ہو جائیں گے اور وہ عزت و حرمت اطمینان و راحت کی زندگی پا لیں گے اس لئے کہ وعدۂ خداوندی ہے -

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

(ترجمہ:- یعنی جو مرد و عورت اچھے عمل کرے اور وہ مومن بھی ہو تو دیں گے ہم اس کو خوشگوار زندگی اور اس کے اچھے اعمال کا اچھا بدلہ دیں گے -)

اس مضمون کی اکثر احادیث اور باتیں حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ (علاج القحط والوباء) سے ماخوذ ہیں - رسالہ مذکورہ کے آخر میں کچھ دعائیں اور نیس آیات کا عمل بھی درج ہے - جو بلاؤں اور وباؤں کے لئے بے حد مفید ہے حق تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا ہے - کہ وہ حضرت موصوف نور اللہ مرقدہٗ کی برکت سے میری اس ناچیز سعی کو مقبول و مشکور اور نافع فرماویں - آمین برحمتک یا ارحم الراحمین -

---

## بقیہ شذرات صفحہ ۲ سے آگے

تیسری قابل غور چیز یہ ہے - کہ رشوت کی جو سزا تعزیرات پاکستان میں مقرر کی گئی ہے - وہ بہت نرم ہے - رشوت لینے والے معاشرے کے بدترین دشمن ہیں - ان کو سخت سے سخت سزا دینی چاہیئے - رشوت دینے والے بھی اگرچہ قانون کی نظر میں مجرم ہیں - لیکن وہ اکثر اس سزا سے محفوظ رہتے ہیں - ان کو بھی عبرتناک سزا دینے کی ضرورت ہے

# اسلام لانے والوں پر قریش کے جور و ستم

از جناب حاجی کمال الدین صاحب لاہور کارپوریشن

سلسلے کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۵۷ء

نمبر ۹

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یثرب کو جا رہے تھے کہ راستہ میں بریدہ سلمی ملا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ قریش نے آنحضرت کی گرفتاری پر ایک سو اونٹ کا انعام مشتہر کیا تھا۔ اور بریدہ اسی انعام کے لالچ میں حضورؐ کی تلاش میں نکلا تھا۔ جب حضورؐ کے سامنے ہوا اور حضورؐ سے ہمکلامی کا موقعہ ملا۔ تو بریدہ ستر آدمیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اپنی پگڑی اُتار کر نیزہ پر باندھ لی۔ جس کا سفید پھریرا ہوا میں لہراتا اور بشارت سناتا تھا کہ امن کا بادشاہ صلح کا حامی دنیا کو عدالت و انصاف سے بھرپور کرنے والا تشریف لا رہا ہے۔

۸ر ربیع الاول ۱۳ سنہ نبوت روز دو شنبہ (۲۳ر ستمبر ۶۲۲ء) کو خدا کا نبیؐ قبا میں پہنچ گیا۔ اہل یثرب نے جب سے سُنا تھا کہ حضورؐ نے مکہ چھوڑ دیا ہے روز صبح سے سر راہ ہمہ چشم بن کر بیٹھ جاتے اور جبتک ٹھیک دوپہر نہ ہو جاتی بیٹھے رہتے یہ بزرگوار ابھی واپس ہی گئے تھے کہ حضورؐ پہنچ گئے۔ اور ایک شخص کے پکارنے سے سب جمع ہو گئے اور خیر مقدم میں اللہ اکبر کے ترانے گاتے ہوئے آفتاب رسالت کے گردا گرد نور خیز شعاعوں کی طرح جمع ہو گئے اکثر مسلمان ایسے تھے۔ جنہوں نے ہنوز دیدار پُر انوار سے چشم ظاہر بین کو روشن نہ کیا تھا۔ انہیں نبی اللہ اور حضورؐ کے رفیق ابوبکر صدیقؓ کی شناخت میں اشتباہ ہو جاتا تھا۔ حضرت صدیقؓ اس ضرورت کو تاڑ گئے اور سر مبارک پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے۔ خدا کا رسول پنجشنبہ تک یہاں ٹھہرا اور اس سہ روزہ قیام ہی میں سب سے پہلا کام یہ کیا کہ یہاں خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ تفسیر علامہ ابن السعود صفحہ ۱۵۲ جلد ۸

اسی جگہ حضرت علیؓ بھی مکہ سے پا پیادہ سفر کرتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ یہ حضورؐ کے ارشاد پر مکہ میں اس لئے ٹھہر گئے تھے کہ جن لوگوں کی امانتیں آنحضرتؐ کے گھر میں موجود تھیں وہ مالکوں کو واپس کر دی جائیں

۱۲ر ربیع الاول ۱ سنہ ہجری کو جمعہ کا دن تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے سوار ہو کر بنی سالم کے گھروں تک پہنچے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ یہاں سو آدمیوں کے ساتھ جمعہ پڑھا یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر حضورؐ یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے۔ اور آج ہی سے شہر کا نام مدینۃ النبیؐ ہو گیا۔ جسے مختصراً مدینہ کہا جاتا ہے

داخلہ عجب شاندار تھا۔ گلی کوچے تحمید و تقدیس کے کلمات سے گونج رہے تھے۔ مرد۔ عورت۔ بچے بوڑھے حضورؐ کا چہرہ مبارک دیکھنے کے لئے سراپا چشم بن گئے تھے۔ تشریف آوری کے اس شکوہ و احتشام کو دیکھ کر اہل کتاب کے عالم بھی سمجھ گئے تھے کہ نبی آخرالزمان تشریف لے آئے ہیں۔ انصار کی معصوم لڑکیاں پیارے لہجے اور پاک زبانوں سے اس وقت حضورؐ کی خوشی میں ترانہ سنجی کر رہی تھیں۔ یہ ان انصار کی لڑکیاں ہیں۔ جنہوں نے ۱۱۔۱۲۔۱۳ سنہ نبوت میں مکہ معظمہ پہنچ کر حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یا وہ ہیں جو مصعب بن عمیرؓ یا ابن مکتوم رضی اللہ عنہما کی ہدایت اور تعلیم سے مدینہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔

یہ انصار کچھ بڑے مالدار یا صاحب ثروت یا کسی بڑی جاگیر و املاک کے مالک نہ تھے۔ مگر دل کے ایسے غنی۔ اسلام کے ایسے فدائی۔ مسلمان بھائیوں پر اتنے قربان تھے کہ جب کوئی مہاجر ننگی تلواروں کھچی ہوئی کمانوں سے جان بچا کر بھوکا پیاسا مدینہ جا پہنچتا تھا تو ہر انصاری یہ چاہتا تھا کہ وہ مہاجر اسی کے پاس ٹھہرے۔ آخر قرعہ اندازی ہوتی تھی اور جس کے نام پر قرعہ نکل آتا۔ وہ مہاجر بھائی کو اپنے گھر لے جاتا۔ مکان۔ اسباب۔ روپیہ۔ زمین مویشی۔ غرض جو کچھ اس کی مِلک میں ہوتا۔ اس کا آدھا حصہ اسی دن تقسیم کرکے دے دیتا۔ اور پھر رات دن اس کی خدمت کے لئے مستعد رہتا۔ اپنی خوش قسمتی پر شکر کرتا کہ خدا نے دین کے ایک بھائی کو اس کا حصہ دار بنا دیا ہے۔

قریش مکہ کو ایمان والوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی دشمنی تھی کہ ان کے وطن چھوڑ کر ۳۰۰ میل پرے جانے کے بعد بھی ان کو چین نہ آیا۔ پہلے بھی جب مسلمان حبش جا رہے تھے اسوقت بھی قریش نے حبش پہنچ کر ان کے گرفتار کر لانے کی کوششیں کی تھیں۔ مگر وہ ملک ایک بادشاہ کے ماتحت تھا اور سمندر درمیان میں حائل تھا۔ اس لئے وہاں کچھ اور زیادہ کارروائی نہ کر سکے۔ اب جو مسلمان مدینہ جا رہے تو سب نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا۔ قریش مکہ نے پہلے تو عبداللہ بن ابی (جو رئیس المنافقین تھا) اور اس کے رفقاء کو جو اوس و خزرج میں سے ہنوز بُت پرست تھے لکھ بھیجا کہ تم نے ہمارے شخص کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا ہے اب لازم ہے کہ تم اس سے لڑو یا وہاں سے نکال دو۔ ورنہ ہم نے قسم کھا لی ہے کہ ہم سب یکبارگی تم پر حملہ کر دیں گے۔ تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کر لیں گے۔

اس خط کے آنے پر ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے حضورؐ سے جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حضورؐ کو بھی اسکی اطلاع مل گئی۔ آپ نے اس حملہ کرنے والے مجمع میں خود جا کر گفتگو فرمائی۔

حضورؐ نے فرمایا۔ قریش نے تم سے ایسی چال کھیلی ہے کہ اگر تم ان کی دھمکی میں آ گئے تو تمہارا بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ بہ نسبت اس کے کہ تم ان کی بات سے انکار کر دوگے کیونکہ اگر تم مسلمانوں سے لڑو گے تو اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے ہی بھائیوں اور فرزندوں کو (جو مسلمان ہو چکے ہیں) قتل کرو۔ اگر تمہیں قریش سے لڑنا پڑا تو وہ غیروں کا مقابلہ ہوگا۔

حضورؐ کی یہ تقریر اُن کے ایسے دل نشین ہوئی کہ تمام مجمع منتشر ہو گیا۔ سنن ابو داؤد (المتوفی شعبان ۲۷۵ھ)

اس کے بعد قریش مکہ نے اندر ہی اندر یثرب کے یہودیوں سے سازش کرنی شروع کر دی۔ اور جب خفیہ طور پر ان کو اپنے ساتھ ملا چکے۔ تب اپنی کامیابی پر پورا بھروسہ کر کے مسلمانوں کو کہلا بھیجا۔ تم مغرور نہ ہو جانا کہ مکہ سے صاف بچ کر نکل آئے۔ ہم یثرب ہی پہنچ کر تمہارا ستیا ناس کئے دیتے ہیں۔ اس پیغام کے بعد انہوں نے چھیڑ چھاڑ بھی شروع کر دی۔ ربیع الاوّل سنہ ۲ھ کا ذکر ہے کہ سرداران قریش میں سے ایک شخص کرز بن جابر الفہری یثرب پہنچا۔ اور مدینہ والوں کے مویشی جو باہر میدان میں چر رہے تھے۔ لوٹ کر لے گیا اور صاف نکل گیا۔ گویا مدینہ والوں کو اپنی طاقت دکھا گیا۔ کہ ہم تین سو میل کا دھاوا کر کے تمہارے گھروں سے تمہارے مویشی لے جا سکتے ہیں۔

پھر ماہ رمضان سنہ ۲ھ کا ذکر ہے۔ کہ ابو جہل نے مکہ میں مشہور کر دیا کہ ہمارا قافلہ جو زر و مال سے مالا مال ہے اور شام سے آ رہا ہے مسلمان اُسے لوٹیں گے۔ اس شہرت سے مقصود اُس کا یہ تھا کہ وہ سب لوگ جن کا مال تجارت میں لگا ہوا ہے اور وہ سب لوگ جن کے اقربا قافلے میں ہیں اور وہ سب لوگ جو مسلمانوں سے نفرت رکھتے ہیں بالاتفاق مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔

ایک ہزار جانباز بہادروں کی خونخوار فوج لے کر (جن کی سواری میں سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے) ابو جہل مکہ سے نکلا۔ جس قافلے کی حفاظت کا بہانہ کر کے یہ فوجی اجتماع ہؤا تھا۔ وہ مکہ میں بخیریت پہنچ بھی گیا۔ مگر ابو جہل اس فوج کو لئے ہوئے برابر مدینے کی طرف بڑھتا گیا اب مسلمانوں کو کچھ بھی شک نہ رہا کہ قریش کی چڑھائی غریب مسلمانوں پر ہے۔

حضورؐ نے اس معاملہ میں صحابہؓ سے مشورہ فرمایا۔ مہاجرین اور انصار نے تسلی بخش جواب دیا کہ ہم تو حضورؐ کے داہنے بائیں آگے پیچھے قتال کے لئے حاضر ہیں۔ زاد المعاد صـ ۳۴۷

مسلمان پہلے سے کچھ تیار نہ تھے انصار و مہاجر مل کر ۳۱۳ ایسے نکلے جو میدان میں جا سکیں۔ اب مسلمانوں کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ بارجود بے سر و سامان ہونے اور باوجود قلیل التعداد ہونے کے بھی ان حملہ آوروں کو مدینہ سے دور ہی روکیں۔ چنانچہ رمضان سنہ ۲ ہجری میں حضرت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھ مسلمانوں کو لے کر مدینہ سے چلا۔ اس لشکر کے ساز و سامان کا اندازہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تمام لشکر میں دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے۔ جب بدر پہنچے تو دیکھا کہ دشمن کا لشکر جو تعداد میں ان سے سہ چند اور سامان میں ہزار چند زیادہ ہے۔ اُترا ہوا ہے۔ جنگ سے ایک روز پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا ملاحظہ کیا اور بتایا کہ کل انشاء اللہ تعالےٰ فلاں دشمن اس جگہ اور فلاں فلاں اس جگہ قتل ہوں گے۔

۱۷ر رمضان کو جمعہ کے دن جنگ ہوئی۔ جنگ سے پہلے حضورؐ نے نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ خدا کے حضور میں دعا کی کہ اے مولا! اگر یہ مسلمان مارے گئے تو دُنیا پر توحید کی منادی کرنے والا کوئی بھی نہ رہے گا۔ مسلمانوں نے بھی دعائیں کیں۔ نصرت الٰہی سے مکہ والوں کو شکست ہوئی۔ ان کے ستر مشہور آدمی اسیر اور ستر بہادر مارے گئے ابو جہل بھی اسی جگہ مارا گیا۔ یہی سب کو چڑھا کر لایا تھا۔ وہ ۱۴ سردار جو دار الندوہ میں حضورؐ کے قتل کے مشورہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان میں سے بھی ۱۱ مارے گئے۔ ۳ جو بچے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔　باقی پھر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۴۲ | منظور شدہ محکمہ تعلیم | ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۲۱/۱۶۳۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء | ایڈیٹر عبدالمنان چوہان | ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰، ۲۲۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء | بدل اشتراک

قیمت ۴ر

سالانہ لعہ

ششماہی ستہ




پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔

نے فرمایا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفاً بغیر حساب هم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربهم یتوکلون ۝ ترجمہ (ابن عباس سے روایت ہے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہوں گے اور نہ بد شگون لیتے ہوں گے۔ اور صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہونگے)۔ مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ پر ہے هذا صفۃ الاولیاء المعرضین عن الاسباب لا یلتفتون الی شئ من العلاج وتلک درجۃ الخواص والعوام رخص لهم التداوی والمعالجات ومن صبر علی البلاء وانتظر الفرج من اللہ تعالٰے بدعاء کان من جملۃ الخواص انتہی۔ ترجمہ:۔ (یہ اولیاء کی صفت ہے جو اسباب سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اسباب کی طرف توجہ نہیں کرتے اور یہ درجہ خواص کا ہے اور عوام کو دوائی استعمال کرنی اور علاج کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔ اور جو شخص تکلیف پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کے ذریعہ سے تکلیف کے دُور ہونے کا انتظار کرے۔ یہ شخص بھی خواص کی جماعت میں سے ہوگا)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں خواص وہ لوگ ہیں جو اسباب ظاہری کو کامیابی کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ کامیابی کا ذریعہ فضل باری تعالٰے کو خیال کرتے ہیں۔

ترمذی شریف میں حدیث آئی ہے۔ عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا (رواہ الترمذی) ترجمہ عمر بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا فرماتے تھے اگر تم اللہ پر توکل کرکے بیٹھ جاؤ۔ جیسی کہ توکل چاہیئے۔ البتہ تمہیں ایسے طریقہ سے رزق دے۔ جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ صبح کو بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔ شعر

پتھر دے وچ کیڑا آکھن اُسنوں روزی گھلّے
جانوراں دے پوٹے بھردا جنہاں خرچ نہ پلّے
توں منگ مراداں اللہ کولوں لون تے آٹے تائیں
اللہ دیندا رنج نہ ہوندا سوئی تے دھاگے تائیں

ایک لاکھ چوبیس ہزار کے کم وبیش جتنے بھی انبیاء مبعوث ہوئے۔ سب کے سب متوکلین میں سے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ وما لنا الا نتوکل علی اللہ وقد هدانا سبلنا ولنصبرن علیٰ ما اذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون (سورہ ابراہیم رکوع ۶ پ ۱۳۔) ترجمہ (اور ہم کیوں اللہ پر توکل نہ کریں۔ حالانکہ اسی نے ہمیں سیدھے راستوں کی راہنمائی کی ہے اور ہم ضرور صبر کرینگے اس تکلیف پر جو تم ہمیں دیتے ہو۔ اور توکل کرنے والوں کو اللہ پر ہی بھروسہ ہونا چاہیئے۔) چنانچہ سیدنا ابراہیمؑ کو جب گوپیا میں ڈال کر آگ کی چکھا میں ڈالنے لگے تو خازن ہواؤں کا اور پانیوں کا میکائیلؑ آئے کہ بھائی اگر آپ چاہیں تو سخت ہوا چلا کر یہ ساری لکڑیاں اور آگ اس طرح منتشر کردوں کہ نام ونشان تک نہ رہے یا مینہ اتنا برسا دوں کہ یہ تمام لکڑیاں اور آگ پانی میں بہ جائیں اور نام ونشان نہ رہے۔ مسکرا کر فرمایا کہ بھائی ذرہ بھر گھبراہٹ نہیں ہے۔ حسبی اللہ لا الٰہ الا هو علیہ توکلت کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں۔ اس کے بعد جب عین آگ کے قریب آئے تو جبرئیلؑ نمودار ہوئے۔ فرمایا۔ بھائی مجھے اللہ نے بڑی طاقت بخشی ہے میں زمین کے تختہ کو الٹا دینے کی اللہ کی طرف سے قدرت رکھتا ہوں۔ اگر چاہو تو میں کچھ امداد کروں۔ جواب فرمایا حسبی اللہ لا الٰہ الا علیہ توکلت مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی پر میں توکّل کرتا ہوں۔ کسی پنجابی شاعر نے خوب کہا ہے۔ شعر

دِن ہوندیاں جو دیوا بالے اُسنوں احمق کہیئے
تے جو ربدیاں ہوندیاں غیراں پوجے اسدا نام کی لیئے

جب یہ لوگ محض اللہ پر نظر اور توکل کرتے ہیں تو پھر اللہ کی رحمت کا سمندر اس طرح جوش میں آکر اپنے بندے کی امداد کرتا ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ فوراً حکم آ گیا۔ یا نار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراهیم۔ سورہ ۲۴ رکوع ۴ پارہ ۱۷ (ترجمہ:۔ اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور آرام ابراہیم پر)

سبحان اللہ اگر سلامًا نہ فرماتے۔ تو سردی بے حد لگنے لگ جاتی اور اگر علیٰ ابراہیم نہ فرماتے تو سارے جہان کی آگ بجھ جاتی۔ سبحان اللہ یہ ہے خواص متوکلین کی شان جو کہ بالکل اجمالاً عرض کیا گیا ہے

## دُوسری توکّل عوام کی۔

اگر عوام کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ سلسلہ اسباب میں ہاتھ نہ ڈالیں اور فقط یاد الٰہی میں زندگی کے لمحات صرف کریں۔ اور ضروریات زندگی کا کفیل محض اللہ کو بنا لیں۔ وہ جہاں سے چاہے۔ جب چاہے۔ جس وقت چاہے ضروریات زندگی بہم پہنچائے۔ یہ چیز ان کے لئے تکلیف مالا یطاق ہے اور یہ چیز اللہ تعالےٰ کی مصلحت کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا ہے۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها (ترجمہ)۔ اللہ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا عوام کی توکل کی روح صرف یہ چیز ہے کہ سلسلہ اسباب میں ہاتھ ڈالیں۔ کامیابی کی پوری پوری کوشش کریں۔ اور دل میں یہ یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہوگا تو کامیابی ہوگی۔ لہذا جب کامیابی ہو تو یہ خیال کریں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا تھا۔ مثلاً امتحان دیا خوب محنت کی پاس ہو گیا۔ ملازمت کے لئے درخواست دی گئی۔ اس پر بڑی جد وجہد اور کوشش کی گئی۔ اب درخواست منظور ہو گئی۔ ملازمت مل گئی تو یوں یقین کرے کہ اے اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو میں ہرگز کامیاب نہ ہوتا۔ اے اللہ میں تیرا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اسی طرح زمیندار ہل جوتتا ہے۔ زمین میں بیج ڈالتا ہے۔ اگنے کے بعد کھیتی کو بار بار پانی دیتا ہے۔ پھر جب کھیتی پک جاتی ہے۔ کاٹ کر اُسے گاہتا ہے۔ پھر اناج نکال کر بوریاں بھر کر گھر لے جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہے کہ اے اللہ محض تیرے ہی فضل د

کرم سے یہ اناج کی بوریاں میرے گھر آتی ہیں۔ اگر تو نہ چاہتا تو یہ اناج میرے گھر میں ہرگز کبھی نہ آ سکتا تھا اگر تو آسمان سے مینہ نہ برساتا۔ یا نہریں خشک کر دیتا تو کھیتی کیسے پک سکتی تھی۔ اگر اولے پڑ جاتے تو کھیتی کا ستیاناس ہو جاتا۔ برباد ہو جاتی۔ اے اللہ میں تیرا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ کہ تو نے ہی میری کھیتی کو سب آفتوں سے بچایا۔ علیٰ ہذا اسی طرح تجار کو اگر تجارت میں نفع ہوا تو وہ بھی اسی طرح خیال کریں کہ یہ محض فضل ربی ہے ورنہ اگر نقصان ہو جاتا تو میں کیا کر سکتا تھا۔ اے اللہ! یہ نفع محض تیرے ہی فضل و کرم سے آیا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی جہالت کی وجہ سے جو نظر اللہ پر رکھنی چاہیئے تھی۔ وہ نظر محض اسباب ظاہری پر رکھی اور اپنا ہی کسب معاش میں کمال سمجھا تو یہ توکل کے خلاف ہو گیا۔ اس کا ایمان کامل نہیں ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ اگر میرے پاس زمین نہ ہوتی یا بروقت کھیتی کو پانی نہ ملتا۔ یا میرے بیل مر جاتے یا میری دوکان نہ ہوتی۔ اسی طرح ملازم پیشہ کہہ دیں کہ اگر میری نوکری نہ ہوتی تو میں بھوکا مر جاتا اور میرا جینا محال ہو جاتا۔ مجھے رزق قطعاً نہ ملتا۔ یعنی جو ظاہری اسباب پر اپنی روزی کا دار و مدار سمجھتا ہے یہ شرک ہے۔ روزی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ اس کے متعلق اللہ کا اٹل فیصلہ ہے۔ فرمایا۔

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ پارہ ۱۲ کی پہلی آیت (ترجمہ)۔ اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی)

لہذا عوام کو چاہیئے کہ سلسلۂ اسباب ظاہری میں ہاتھ ڈالیں اور کامیابی کی کوشش کریں۔ جب کامیابی ہو جائے۔ تو یہ خیال کریں کہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی یہ کامیابی ہوئی ہے۔






از محمد احتشام الحسن چشتی حضرت نظام الدین اولیاء دہلی

گزشتہ سے پیوستہ

## بعض بلاؤں کے خصوصی اسباب

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے دس آدمی مہاجرین کے بارگاہ نبوی میں حاضر تھے۔ جن میں ایک میں بھی تھا۔ حضور اقدسؐ نے ارشاد فرمایا۔ مہاجرین پانچ باتیں ہیں۔ خدا کی پناہ کہ تم ان میں مبتلا ہو۔ نہیں ظاہر ہوئی بےحیائی کی باتیں کسی قوم میں حتیٰ کہ وہ ان کو کھلم کھلا اور بر ملا کرنے لگیں۔ مگر مبتلا ہوئی وہ قوم طاعون میں اور ایسی بیماریوں میں جو کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔

اور نہیں کم کیا کسی نے ناپ تول کو مگر مبتلا ہوئی قحط سالی اور سخت مشقت اور ظلم حکام میں۔ اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینے کو مگر محروم کئے گئے آسمانی بارش سے اگر بہائم نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی۔ اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط کیا ان پر اللہ تعالےٰ نے ان کے دشمن کو غیر قوم سے جو بجبر لے ان کی مال و دولت کو

اور نہیں ترک کیا ان کے حکام نے فیصلہ کرنا خداوندی کے موافق۔ مگر پیدا کیا اللہ تعالےٰ نے باہم قتل و قتال کو (ابن ماجہ)

(۲) حضرت ابن عباس سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نہیں کم کیا کسی نے ناپ تول کو مگر روک لیا اللہ تعالےٰ نے ان سے بارش کو اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں زنا مگر ظاہر ہوئی ان میں موت یعنی وبا۔ اور نہیں ظاہر ہوئے کسی قوم میں سودی معاملات مگر مسلط ہوا ان پر جنون یعنی فتور عقل۔ اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں باہمی قتل و غارت مگر مسلط کیا اللہ تعالےٰ نے ان کے دشمن کو۔ اور نہیں ظاہر ہوا کسی قوم میں عمل لوط مگر ظاہر ہوا ان میں خسف (زمین دھنسنا) اور نہیں چھوڑا کسی قوم نے امر بالمعروف نہی عن المنکر (نیکی پھیلانا۔ اور برائی کو روکنا) مگر مقبول ہوئے ان کے اعمال اور غیر مسموع ہوئیں ان کی دعائیں۔ (معجم طبرانی)

(۳) حضرت عمر بن العاص سے روایت ہے۔ سنا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں کوئی قوم کہ ظاہر ہو۔ ان میں زنا۔ مگر مبتلا ہونگے قحط میں اور نہیں کوئی قوم کہ ظاہر ہو ان میں رشوت ستانی۔ مگر مبتلا ہوں گے رعب اور خوف میں۔ (مسند امام احمد)

احادیث مذکورہ سے چند مخصوص آفات کے مخصوص اسباب معلوم ہوئے۔

البتہ یہ آفات اور بلائیں جو عذاب الٰہی کی صورت میں نازل ہوتی ہیں۔ دوسری قوموں کے لئے عمومی حتمی ابدی سزائیں ہیں اور امت محمدیہ کے لئے وقتی تنبیہات وہ بھی عمومی نہیں صرف خصوصی۔ اس لئے کہ امت محمدیہ کو کسی عمومی عذاب سے ہلاک اور برباد نہ کیا جائے گا پھر حق تعالےٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس عذاب الٰہی کو بھی امت محمدیہ کے لئے رحمت و غفران کا باعث بنایا۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ وہ ایک عذاب ہے۔ جس پر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوتا ہے۔ بھیجتا ہے اور بے شک اللہ تعالےٰ نے اس کو اہل ایمان کے لئے رحمت بنایا ہے۔ جس شخص کی بستی میں طاعون واقع ہو اور وہاں استقلال سے اجر و ثواب کی طلب کے لئے ٹھہرا رہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ وہی ہوگا۔ ایسے شخص کو شہید کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

(بخاری شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ زلزلہ کے متعلق بیان فرما رہی تھیں کہ اگر لوگ توبہ نہیں کرتے تو اللہ تعالےٰ ان لوگوں